قینچی
(منظوم لوک داستان)
احمد حسین مجاہد
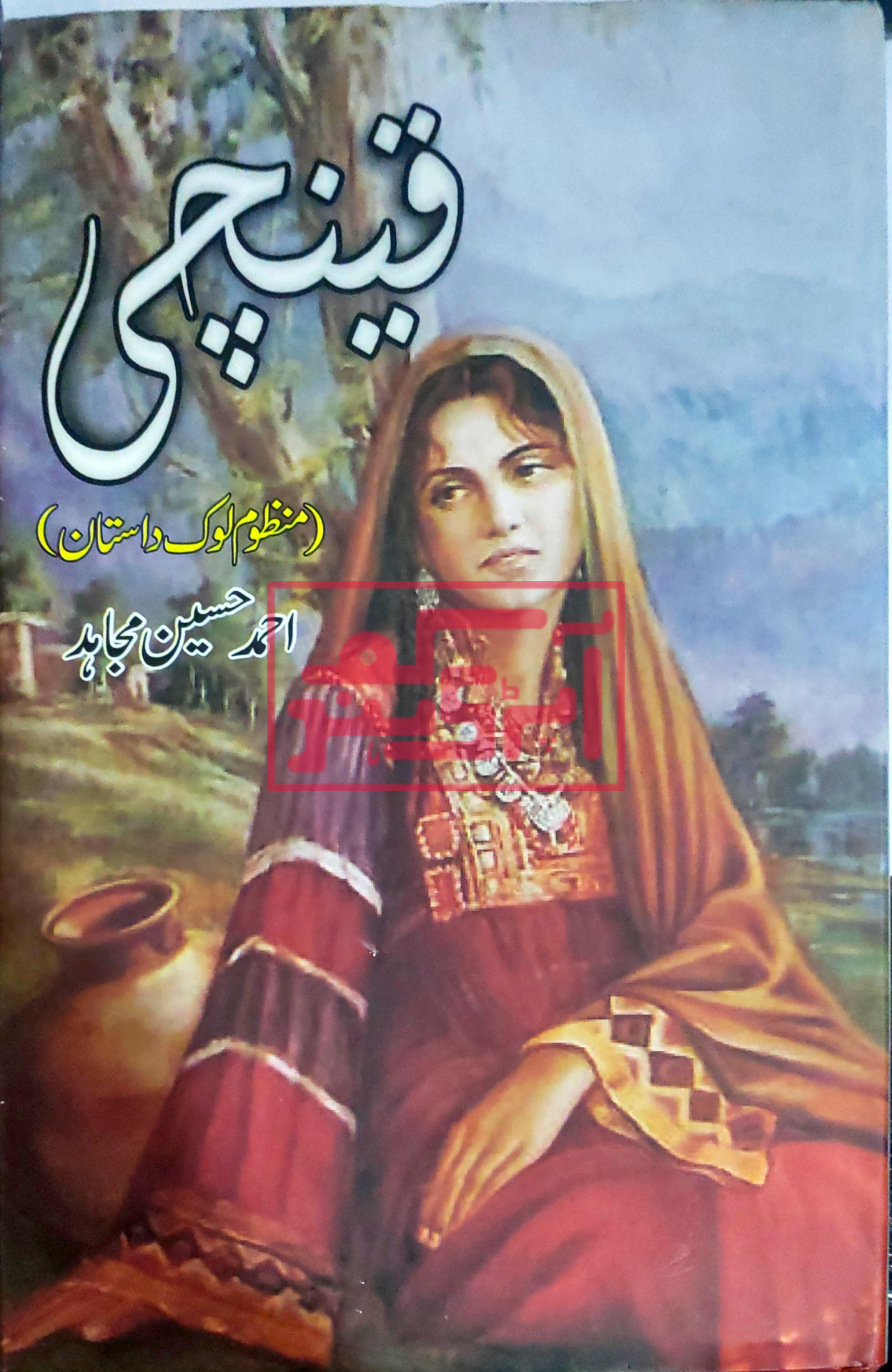
احمد حسین مجاہد ہندکو شاعری میں صنفِ مثنوی
کی طرح اوّل رہے ہیں۔ اس کمالِ فن کے ساتھ کہ
زیرِ نظر نظم "قینچی" موضوعی اور اسلوبی محاسن کے اعتبار
سے ہندکو زبان و ادب کی تاریخ میں شاہ کار تصور کی
جائے گی۔ صنفِ مثنوی کے فنی مطالبات ہر ہر گام پر
ہمارے اس شیوا بیان شاعر کے ملحوظِ خاطر رہے ہیں اور
ہر ہر مقام پر وہ پورے انہماک سے ان کی تکمیل میں
کوشاں نظر آتا ہے اور اپنی کوشش میں کامران و بامراد
رہتا ہے۔

وادیٔ کاغان خلد نشان کے لوک گیت
"قینچی" کے پس منظر میں کون سی داستان پروان چڑھتی
ہے؟ اس کے مالہٗ و ماعلیہ کے باب میں بیش تر قیاس
آرائیوں سے کام لیا جاتا رہا ہے۔ مجاہد نے جانکاہ محنت
اور شبانہ روز تلاش و تحقیق سے اصل کہانی کا سراغ
لگانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ یہاں تک بھی ان کا
کام قابلِ قدر تھا۔ وہ اس سے کچھ آگے بڑھتے ہیں اور
اپنے شاعرانہ جوہروں کو کامل طور پر بروئے کار لاتے
ہوئے نظم کا لباس پہناتے ہیں۔ جو سوز و گداز اصل گیت
میں ہے، وہی احمد حسین مجاہد کی نظم میں سرایت کرتا
محسوس ہوتا ہے۔ نظم کی بحر رواں اور مترنم ہے۔ اُردو
اور فارسی کی بعض شاہ کار مثنویوں میں یہی بحر اختیار
کی گئی ہے۔ اردو میں اس کی نمایاں مثال میر حسن
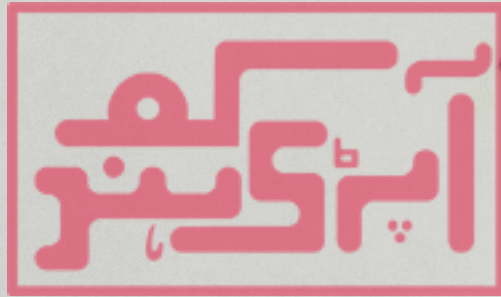
قینچی

احمد حسین مجاہد کا تخلیقی سفر

دھند میں لپٹا جنگل (شعری مجموعہ) 1997ء

سیف الملوک (داستان) 1999ء

صفحۂ خاک (نثر) 2007ء

اوک میں آگ (شعری مجموعہ، بابا جی گورو نانک ایوارڈ یافتہ) 2014ء

قینچی (منظوم لوک داستان) 2016ء

تالیف

چاک پہ رکھے خواب (معذوروں پہ لکھی گئی شاعری کا انتخاب)
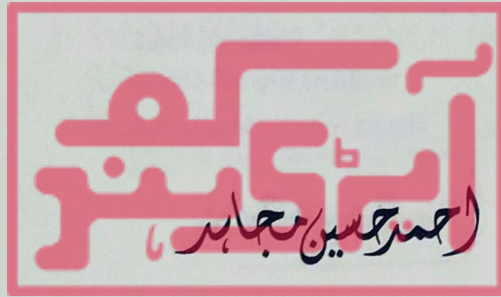
قینچی

احمد حسین مجاہد

مثال پبلشرز
رحیم سینٹر، پریس مارکیٹ، امین پور بازار، فیصل آباد

اشاعت : 2016

کتاب : قینچی

شاعر : احمد حسین مجاہد

ناشر : محمد عابد

سرورق اور پنسل سکیچ : عجب خان

قیمت : 300 روپے

مطبع : بی پی ایچ پرنٹرز، لاہور

رابطہ شاعر : فون نمبر 03459461234
ای میل: mashiats@gmail.com
فیس بک: Ahmad Hussain Mujahid

Kantchi

by

Ahmad Hussain Mujahid

Edition 2016

اہتمام

مثال پبلشرز رحیم سینٹر پریس مارکیٹ امین پور بازار، فیصل آباد
Phone: 041-2615359, 2643841, Cell:0300-6668284
E-mail: misaalpb@gmail.com

شوروم

مثال کتاب گھر، صابریہ پلازہ، گلی نمبر 8، منشی محلہ، امین پور بازار، فیصل آباد

شمس الرحمٰن

کے نام

جو آٹھ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلے

میں ہم سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ گیا
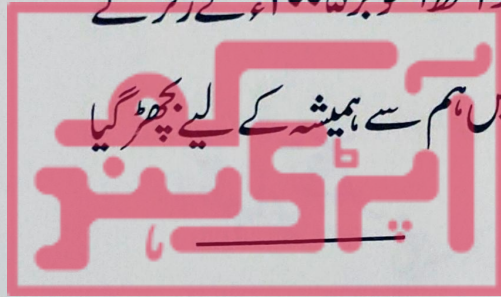
پیاری نواسیوں

ہادیہ مرزا

اور

حوریہ مرزا

کے نام

اظہارِ تشکر

معروف مصور عجب خان اور عبدالوحید بسمل
کا ممنون ہوں کہ وہ ''قینچی'' کے سفر میں میرے ساتھ رہے۔

فہرست

دیباچہ — یامین	۱۳
حمد	۱۵
نعت	۱۷
حضرت ابوبکر صدیقؓ	۱۸
حضرت عمرؓ بن خطاب	۲۰
حضرت عثمانؓ بن عفان	۲۱
حضرت علیؓ	۲۲
قینچی	۲۴
قینچی	۱۰۳
قینچی	۱۲۹
ملنگا دی کہانڑیں	۱۵۲

اشارہ کیا اور بھائی سردارا سحر انگیز میٹھی آواز میں ''قینچی'' گانے لگا۔

گھنواے درخت تے بڑی بڑی چھاں
منشی کی چنھی بچ بولے میراناں
لگی قینچی دلاں کی

گھنواے درخت تے لماں لماں گھیرو
اج میرا منشی کو اٹھ گیو ڈیرو
لگی قینچی دلاں کی

گھنواے درخت تے اچی اے چوٹی
منشی نہیں مڑیو تے قسمت میری کھوٹی
لگی قینچی دلاں کی

بھائی سردارا ایک ملنگ تھا جو ہر سال پیر پنجال کے کسی گاؤں سے ہمارے گھر آتا تھا۔ ہم بچے سارا سال اس کا انتظار کرتے رہتے تھے کیوں کہ وہ ایک دلچسپ داستان گو تھا اور لوک گیتوں کا گائک بھی۔ کبھی کبھی ستار بھی بجاتا تھا لیکن اس کی آواز کی مٹھاس ایسی تھی کہ کسی انسٹرومنٹ کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی تھی۔ وہ ہمارے لیے خشک میوے اور جڑی بوٹیوں کی بے شمار سوغاتیں لے کر آتا تھا۔ میرے والد وہ ساری جڑی بوٹیاں اس سے کر لے کر شیشے کی بوتلوں میں رکھ لیتے تھے اور ان شیشیوں پر ان کے نام لکھ دیتے تھے۔ ہم وہ عجیب وغریب نام پڑھ پڑھ کر ان کے متعلق سوچتے رہتے تھے۔ کچھ نام مجھے آج بھی یاد ہیں۔۔۔ رتن جوت، کٹھ، مامیخ، پڑی پیاز، گزنہ، مسلون، اور ۔۔۔ نہ جانے اور کیا کیا ہے جو احمد حسین مجاہد نے آج میرے ذہن میں ایک بار پھر تازہ کر دیا ہے۔

آج اتنے برسوں کے بعد احمد حسین مجاہد کی ''قینچی'' کیا ملی کہ وہ تمام راتیں جن میں ''قینچی'' کے بول گائے جاتے تھے، وہ دوپہریں جن میں بانسری کے سُر سن کر انسان تو انسان پیڑ، پرندے اور چوپائے تک جذب کی کیفیت میں ڈوب جاتے تھے اور وہ شامیں جو دریائے پونچھ کے کنارے آباد ہوتی تھیں، سب کچھ میرے ذہن میں پوری آب و تاب سے جاگ اٹھا ہے۔ یوں لگتا ہے ''قینچی'' کے نرم سریلے اور درد بھرے بول کشمیر سے ہزارے تک کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔

ہزارے اور کشمیر کا رشتہ بڑا گہرا ہے۔ اسے جوڑنے میں جہاں اور بہت سی چیزیں کارفرما ہیں وہاں ایک بڑا کردار ''قینچی'' کا بھی ہے۔ قینچی ویسے تو جدائی کی علامت ہے لیکن گیت کا روپ دھار کر اس نے ہزارے اور کشمیر کو جوڑنے کا فریضہ ادا کیا ہے۔ احمد حسین مجاہد نے محبت کی اس داستان کو ہندکو زبان میں منظوم کر کے اس جڑت کو اور بھی مضبوط بنا دیا ہے۔

سرزمین ہزارہ داستانوں اور گیتوں کی سرزمین ہے۔ اس زمین پر شاعری کا مہربان سایہ ہے۔ جس کی حدت سے شاعروں کے دل سلگتے ہیں اور محبت کے گل بوٹے مہکتے رہتے ہیں۔ احمد حسین مجاہد کا آنگن بھی ان خوب صورت گل بوٹوں سے سرسبز اور خوشبودار ہے۔

احمد ایک فطری فن کار ہے۔ اس کی شاعری میں جنگل، درخت، پھول، مٹی، دریا، دھند، پانی اور خوشبو سے آراستہ کوہستانی لینڈ سکیپ اس بات کا غماز ہے کہ اسے اپنی سرزمین سے بے حد محبت ہے۔ یعنی یہ شاعر حُسن پرست، فطرت کا راز داں اور محبت کا پجاری ہے۔ اسی سبب اس نے اس داستان محبت کو گویا از سرِ نو خلق کر کے نہ صرف اپنی طبیعت کی تسکین کا سامان کیا ہے بل کہ ہمارے جمالیاتی ذوق کی آبیاری بھی کی ہے۔

شاعری کا ایک وصف از سرِ نو تخلیق کرنے کی مسرت کا حصول بھی ہے۔ ''قینچی''

ذہن کو زندہ کر دیتا ہے۔ اس منظوم داستان کو پڑھ کر اس مسرت کا احساس
بڑے خوب صورت انداز میں ہوا ہے۔ جیسے ہم کسی درگاہ کے محرابی دروازے
ہو رہے ہیں اور ذرا آگے مزارات کے پہلو میں قوالوں کی مسحور کر دینے والی آواز
میں پڑتی ہے۔

صِفَت اُسدِی جیہڑی گراں میں بجا اے
خدا بادشاہواں دا بھی بادشاہ اے
ایہہ راتی دِہاڑی دا مُڑ مُڑ کے آنڑاں
نِشانڑ اُسدِی قدرت دے سارے سِیانڑاں
ایہہ لحڑاں تے پڑھناں دِی گَت اُس سجّالی
دِلاں بچ اُسی لَو محبّت دِی بالی

اس دروازے سے ذرا نیچے سیڑھیاں اترتے ہی مقام محمد کی متبرک نشست
جہاں جناب رسالت علیہ السّلام کے حضور عقیدت کے پھول خوشبو بکھیرتے ہیں اور آگے
چند قدموں کے بعد کھڑے ہو کر وہ محبّتیں بھی اپنا جلوہ دکھاتی ہیں جن سے چاروں خلفاء
راشدین کی عقیدت ٹپکتی ہے۔ ذرا آپ ہی بتایئے اتنے ارفع آغازیے کے بعد کسی زینی
محبّت کی طرف اترنے کو جی چاہتا ہے؟ ۔۔۔ لیکن ہمیں داستان گوئی کی روحانیت اور
رومانویت کا سحر اس جانب کھینچ ہی لیتا ہے۔

سردیوں کی لمبی رات، آگ کے گرد بیٹھے ہوئے لوگ اور داستان گو کی آواز۔ یہ
سب کچھ بہت خوبصورت ہے۔ صرف داستان گو ہی نہیں سارے کردار اپنی منفرد جلوہ نمائی
اور طرزِ معاشرت سے قصے میں جان ڈالتے ہیں۔ داستان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہ ظاہر
اَن پڑھ بستی میں بھی چند ایسے افراد ہیں جن میں ماحولیاتی شعور اور درخت جنگل پانی کی
اہمیت سے آگاہی ہے اور فطرت کی ودیعت کردہ اس معیشت میں سارے خوش ہیں۔ اسی

لیے جنگل کی کٹائی کی خبران پر بجلی بن کر گرتی ہے۔ یہ کہانی میں آنے والا پہلا موڑ ہے جسے شاعر نے بڑی چابک دستی سے پینٹ کیا ہے۔

بشیرا فر ایہی خبر کہن کے آیا
کہ بستی دا سارا سکون اس گمایا

لیکن سماجی بیداری، رواداری، باہمی پیار ہمدردی اور امن سکون کی اس بستی میں جب محبّت ایک ارفع سطح پر ظہور کرتی ہے تو یہی سماج اپنی تنگ نظری، تعصّب اور حسد پر اُتر آتا ہے۔

زمانے بہ غیرت دا اُچّا مقام اے
اساں اُتّے ماواں دا دُدھ ای حرام اے
کسی دی بھی گل اَبڑیں دل تے نہ لاواں
بس اَج راتی منشی دا بِلکا مُکاواں

میں نہیں چاہتا کہ سارے قصے کو اپنے لفظوں میں بیان کردوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ احمد حسین مجاہد نے خالص ہندکو زبان کو جس جمالیاتی شعور اور فنی مہارت سے استعمال کیا ہے اس پر ہزارے کی ہزار چاندنی راتوں کا حسن نثار کیا جا سکتا ہے۔ الفاظ کا چناؤ، اور لہر لہر گونجتی لفظوں کی موسیقی، دلکش ظاہری موزونیت اور دِلرُبا اندرونی آہنگ، ہزارے کا کوہستانی لینڈ سکیپ اور اس سے پیدا ہونے والے زندگی کی حرارت سے بھرپور امیجز کی حرکت، بیان کے تخلیقی حربوں سے متن کی ثروت مندی اور زرخیزی۔ یہ ایسی خصوصیاتِ کلام ہیں جو شاعر کی تخلیقی ذہانت کا بین ثبوت ہیں۔ یہ کتاب پڑھ کر ہم یہ سوچتے ہیں کہ یہ منظوم قصہ مقامی لوک ادب کے بطن سے حاصل کیا گیا ہے لیکن احمد حسین مجاہد نے نہ صرف اس قصے کو خلق کیا ہے بل کہ اس کی جہات میں معنویت کے اور در بھی کھولے ہیں۔

ایک دروازے سے برفیلی ہوا کا ایک جھونکا اندر داخل ہوتا ہے

رات گہری ہو چکی ہے

لالٹینیں بجھ چکی ہیں

خاموشی جل رہی ہے۔۔۔اور۔۔۔الاؤ سرد پڑ گیا ہے

داستان سنانے والا اور داستان سننے والے جانے کہاں گم ہو گئے ہیں۔ رسوئی خالی پڑی ہے۔ چولھے کی راکھ سے بجھتے ہوئے ایک انگارے کی سرخ آنکھ جھانک رہی ہے۔ باہر برف ہے اور اندر عشقِ لاحاصل کی تپش دور تک پھیل گئی ہے۔

حمد

صِفت اُسدِی جیہڑی گراں میں بجا اے
خدا بادشاہواں دا بھی بادشاہ اے

ایہہ راتی دِہاڑی دا مُڑ مُڑ کے آنڑاں
نِشانڑ اُسدِی قدرت دے سارے سِیانڑاں

ایہہ لحڑاں تے پڑھناں دِی گت اُس سِکھالی
دِلاں بچ اُسی لو محبّت دِی بالی

اوہ پانڑیں سی بدلاں دی چھاں پیدا کردے
گُمے دے خزانے دا ناں پیدا کردے

اوہ بدلاں تے تَردے جہازاں دا واہلی
کوئی شے بنڑادا نینھ حکمت سی خالی

اُسی دَرسی مَنگداں ، اوہ منگڑاں دی جا اے
خدا بادشاہواں دا بھی بادشاہ اے
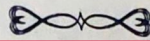
نعت

محمدؐ دے کیتے ایہہ دُنیا بنڑائی
چمکدے محمدؐ دا ناں جائی جائی

خدا والا راہ کارواناں کو دسیا
حکومت دا گُر سارباناں کو دسیا

جتھے کُجھ نہ آہسی غلاماں دی ہستی
مدینہ بنڑائی اوہ یثرب دی بستی

ایہہ گل گورو نانک بھی آ کے دسالی
محمدؐ دے ناں سی کوئی شے نینھ خالی

کبیر ہک ثبوت ایہہ ریاضی سی آندا
محمدؐ نہ ہوندے تے کُجھ بھی نہ تھاندا

☆ ۔۔۔ بابا گورونانک تے بھگت کبیر دے حوالیاں دی تفصیل اسدے گوشوارا دیکھو

حضرت ابوبکر صدیقؓ

ابوبکرؓ آقاؐ دے اوہ یار آہسے
جہڑے حد سی بدھ کے وفادار آہسے

اُنہاں تے ایہہ جگ سارا حیران آہسا
محمدؐ دی ہر گل تے ایمان آہسا

کوئی نال آہسا نہ ہجرت دے ویلے
ابوبکرؓ چھوڑے اوہ دنیا دے میلے

دِلا دے سخی ''نہ'' دا میوا نہ چکھیا
ابوبکرؓ کہار اپڑیں کجھ بھی نہ رہخیا

جیہڑی شے بھی آہسی نبیؐ تو کمائی
کوئی شے بھی جہاں پہ رنج کے نہ بچائی

غلامی بھی کیتی ، محبت بھی کیتی
نبیؐ دے غلم تے امامت بھی کیتی

حضرت عمرؓ بن خطاب

کھروں نکلے پہینڑوں تے پہنڑیے کو کُٹ کے
محمدؐ دے حُجرے تے آئے اوہ چُھٹ کے

نبیؐ دی دعا اتھے منظور ہوئی
عمرؓ دے دلوں دشمنڑیں دور ہوئی

خدا سُنڑ عمرؓ آپ بُوہے تے آندے
محمدؐ دے دشمنڑ خدا کیتے راندے

عمرؓ آ کے بنڑ گئے نبیؐ دے سپاہی
فِر آپ ای نبیؐ سنڑ ایہہ دِتّی گواہی

عمرؓ دا قدم جیہڑے راہ تے بھی پَیندے
تے شیطان ڈر کے اوہ راہ چھوڑ دیندے

حضرت عثمانؓ بن عفان

ایہہ ہستی سخاوت دی ہک کھانڑ آہسی
حیا اس خلیفے دی پہچانڑ آہسی

ہر اپڑیں پرائے کو حیراں کیتا
کدے بھی تقاضا نہ عثمانؓ کیتا

غنی دے لقب نال مشہور ہوئے
کدے بھی نبیؐ سی نہ اوہ دور ہوئے

میں صدقے جلاں اُندی اِس شان اُتے
شہید ہوئے سر رکھ کے قرآن اُتے

حضرت علیؓ

محمدؐ جدوں حق دی گل آ کے کیتی
تے لوکاں بھی لائی بُرائی دی خیتی

کے اپڑیں تے کے غیر، جگ آہسا دشمنڑ
ابوجہل اُتو الگ آہسا دشمنڑ

کوئی ہور گل تے سمجھ بچ نہ آئی
جدوں مل کے بیٹھے صلاح ایہہ پکائی

کہ راتی محمدؐ دا گم ہی مکاواں
محمدؐ سی اپڑیں بتاں کو بچاواں

محمدؐ دے دل وچ خدا گل ایہہ پاہی
کہ بنڑ سوہنڑیا ہُنڑ مدینے دا راہی

فر اگلے دِہاڑے جدوں رات آئی
علیؓ آ کے سے گئے محمدؐ دی جائی

علیؓ جیہجا آہسا نہ کوئی بہادر
علیؓ ٹھک کے سے گے محمدؐ دی چادر
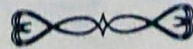
عجیب اس پہاڑا دا ناں تے نسب اے
مُصلّے تے بَرفا دا پَیندا دَرَب اے
پہاڑاں بچ اُچّا پہاڑ اے مُصلّیٰ
اسی کیتا اِتنا اُجاڑ اے مُصلّیٰ
بنڑاں بچ دیار ای دیار ہوندے آہسے
تے کوئی ترِیہہ چاہلی کہار ہوندے آہسے
کوئی کہار نکِّے تے باں کول آہسا
کوئی کہار ترَلے گراں کول آہسا
مَسیتی دے کول آہسا حُجرہ گراں دا
تے اس کول کہار آہسا امداد خاں دا
پُرانڑیں حویلی سکندر دی آہسی
تے نال آلی ڈوگی قلندر دی آہسی
سکندر قلندر پَرہا آہسے دونڑیں
کسی گل تے رہندے خفا آہسے دونڑیں
اُدھر آہسا بابے فقیرا دا جندر
اِدھر ہٹّی کالے دی، ٹھارے دے اندر

کھنڈر ہک پرانڑیں زمانے دا آہسا
تے کول ای اُتھے کہار خانے دا آہسا
ادھر آہسا چینگے کمہارا دا آوا
ظہور آہسا ناں ، آخدے آہسے ساوہ
ادھر رہندی آہسی بڈی بڈھی مائی
کجھ ہور آہسا ناں ، آخدے آہسے تائی
مزار آہسا بابے دا ہٹ کے گراں ہی
اُتھی آہسی ہک کھوئی بھی پانڑیاں دی
اُسی جائی جتھے مزار ہوندا آہسا
ملانڑیں سخاوت دا کہار ہوندا آہسا
گراں والے خوش تے خوشحال آہسے سارے
ہر اک مندی چنگی بہ نال آہسے سارے
امیری غریبی دی پروا نہ آہسی
دلاں بچ حسد دی کوئی جا نہ آہسی
کسی تے نہ تہمت کدے لاندے آہسے
ہر اپڑیں پرائے دے کم آندے آہسے

کسی دا نہ چم لہاڑدا آہسا کوئی

نہ چھپ چھپ کے کُجھ تاڑدا آہسا کوئی

جھگڑدے بھی آہسے اوہ کُہلدے بھی آہسے

وَرَے دشمنڑیں اپڑیں پُہلدے بھی آہسے

فرشتہ نہ آہسا کوئی بھی گراں نچ

وَرَے رہندے آہسے محبت دی چھاں نچ

سکندر گراں دا زمیندار آہسا

ورے تھوڑا رہندا اوہ بیمار آہسا

سکندر تے آپ آہسا جنت دا باسی

تریمت ذرا خوئی دی تیز آہسی

حلیمہ بڑی تہی سکندر دی آہسی

اوہ مُورت محبت دے مَندر دی آہسی

زلیخاں ، حلیمہ دی بہنڑ آہسی نِکی

کسی گل تے کھلتی نہ ہک جائی ٹِکی

کہرا نچ ہر اک شے ضرورت دی آہسی

ضرورت بس ہک مٹھی نعمت دی آہسی

اوہ نعمت نینھ آندی جڑی پیسیاں نال
اوہ نعمت نینھ تھہاندی جڑی پیسیاں نال
سکندر تے خیر آہسا خوئی دا بیبا
تربیت ورے وِتّی اوکھی نصیبا
کسی دا بھی کوئی نہ حق کھوندا آہسا
بنڑا بچ سکون ای سکون ہوندا آہسا
بشیرا فر اہجی خبر کہن کے آیا
کہ بستی دا سارا سکون اس گُمایا
ملانڑیں کو گل ایہہ بشیرے سنڑوائی
اُتھو ایہہ خبر فر مسیتی بچ آئی
بنڑاں بچ خبر اس طراں فر ایہہ پھیلی
کہ سیتی بہ ہو گئی فضا ساری میلی
ضروری کم اپڑیں اوہ سارے پُٹھا کے
جَمع ہوئے گُفتاں کو حُجرے بچ آ کے
فر اِس معاملے تے بڑی بحث ہوئی
ورے حَل نہ تھہایا کسی کو بھی کوئی

صبح نوں چھوڑی گل نقارا دے ویلے
سب حجرے وچ آئے ٹولے ٹولے
کسی ہالی کو نظم نہ ایہہ بجھائی
نیڑ شہر کے ہالی گھروں باہر آئی
اس حجرے دے باہر آ کے اوہ رولا پایا
کر نساں دا ماں اں کسی کو نہ سمجھایا
(ہالی آکھدے)
ترہبیں حجرے بارہ ہوئے جن آ کے
تہسی ایہہ کہیو چار کونسل بنڑا کے
بنڑاں وچ جدوں ٹھیکیدار آ کے بیٹھن
میں شعر نئیں کہ اوہ پیسے بھی مار کھوسن
دیار اسدے رہسن نہ چھاں اسدی رہسی
نہ ایہہ پانڑیاں والی باں اسدی رہسی
نہ رہسن خدا دی ثنا کرڑاں والے
ایہہ ٹولے کرم دی دعا کرڑاں والے
بنڑاں وچ جدوں چھاں نہ تھیا سی تساں کو
تے فر ڈیکھیو ہوش آسی تساں کو

ایہہ سوہنڑی ہوا سوہنڑا موسم نہ ہوسی
گراں بچ کسی دا کوئی کم نہ ہوسی
جوان اپڑاں درشی دا بنڑ چھوڑ دیسن
پَر ہاواں کو پیہنڑاں گفن موڑ دیسن
جُلاں میں تُساں کو پچھنگ آنڑ دیواں
تے فر گپ کے مُچ ساری پَہنگ آنڑ دیواں
میں دَندِی دا بُوٹاں میں ٹُہا کے دا دینہ آں
میں بُڈھی ضعیف آں ورے فر بھی سینہ آں
تُسی گُھسریاں نالو سَوہلے ای گاسو
تے فر کَگَّچھاں گُندے ای گہر مُڑ کے آسو
(مولوی سخاوت آخدے)
کوئی آخے تائی کو غصہ نہ کھاوے
جُلے کوئی تائی کو گہر چھوڑ آوے
ایہہ امداد خاں کہڑیاں حالاں بہ گم اے
خدا جانڑیں کھڑیاں خیالاں بہ گم اے

(امداد خاں آخدے)

میں ایہہ سوچداں تائی بچ آخدی اے
اَسی تے گیاں سارے، ایہہ جاگدی اے

(کالا جتی والا آخدے)

نذیرا کہن اَج کُل کے کھوئی ہی پانڑیں
سمجھ بچ نیندر آندی ایہہ ساری کہانڑیں
صبح دی نیندر سنگو تلاں کجھ بھی لینا
نہ گھٹ چاہ، نہ ٹکّی نہ پانڑیں دا پھوکا

(گولو سکندر بولدے)

دماغا تے اپڑیں بڑا زور کیتے
میں اس معاملے تے بڑا غور کیتے
مری ایہہ صلاح اے کلاں کجھ نہ بولاں
جدوں کوئی آوے تے گل کر کے دیکھاں

(مولوی سخاوت سکندر نال اتفاق کردے تے آخدے)

طریقے دی گل دیکھو کوئی مخول اے
سکندر دی ہر گل تر کڑی دا تول اے
گیاں بہہ کے رُوواں لگے کمماں تے
اٹھو فر چلو اپڑیں کماں تے

(ٹھیک ہِک ہفتے بعد جنگل دی کٹائی واسطے گنڈا سنگھ فرم دے دو آدمی بستی بچ آندئین۔ بستی والے فرجرے بچ جمع ہوندئین۔ فرم دے آدمی بھی اُتھی آپُہچدئین۔ اوہ دونڑیں سلام کردئین تے ہِک آخدے)

اجازت ہووے تے میں حجرے بچ آواں
تساں دی سنڑاں کجھ میں اپڑیں سنڑاواں

(سارے سلام دا جواب دیندئین تے مولوی سخاوت آخدے)

تسی ہر کدے آؤ، بیٹھو جی آ کے
تے فر گل کرو آپڑیں کھل کھلا کے

(اوہ دونڑیں آ کے کٹھا تے بہہ جلدئین تے اوہ آدمی آخدے)

تُساں اَسدِی کیتی بڑی قدر دانی
تساں ساریاں دی بڑی مہربانی
حمید اے مڑا ناں، میں ہِک ٹھیکیدار آں
پَرہاؤ! تساں دا میں بچ تابعدار آں
تے ایہہ بارہ مولے دا مُنشی ضیا اے
مڑا تے ایہہ سمجھو ایہہ سَکّا پرہا اے

حکومت اے سِکّھاں دِی ملک اے خدا دا
مسلمان رہندے خیال ہر پرہا دا
جدوں کوئی پردیسی مِہمان آندے
مسلمان دے گم مسلمان آندے
تُسی مہربان او سوال اَسدا رہنخسو
امید اے تُسی کُجھ خیال اسدا رہنخسو
(قلندر جواب دیندے)
ایہہ گل اپڑیں جائی صحیح اے پرہاوا
مڑے کولو ہوندا نینھ اِتنا دکھاوا
حکومت اے سکھاں دی ایہہ گل بھی ٹھیک اے
ورے دیخ ایہہ گل بھی بٹّے تے لیک اے
تُسی مار گھڑسو دیارا دے بُوٹے
اَسی بہہ کے فرلاساں چلماں دے سُوٹے
دِہاڑی کسی جائی تھپ لاندے رہساں
تے راتی، دِہاڑی دی پُکھ کہن کے سیساں

(حمید آکھدے اے)

کدے بھی تو ایہہ گل نہ سوچیں پرہاوا
بڑی مَندی شے اے ایہہ ظالم دکھاوا
دکھاوا تے بندے دی مَت مار چھڑدے
اوہ کہار آئی روزی کو لت مار چھُڑدے
منافق دکھاوے دا کہندے سہارا
دکھاوے دے سجدے بھی بڑّا خسارہ
اَسی ہک ای کجھ آں، ایہہ کشمیر اے سارا
اَساں دی بھی جند جان اے سوہنڑا ہزارہ
کلیجے بچ ایہہ شک دے گنڈے نہ تارو
تُسی اَسدے سینے بہ چَھاتی تے مارو
تُسی جیہڑی گل کرسو پوری بھی کرساں
تے اپڑیں اَسی کجھ مُروری بھی کرساں

(امداد خاں جواب دیندے)

اسی بھی نہ کردے کوئی ایہجا دعوٰی
ذرا کھول کے گل کریں ایہہ پرہاوا

اساں کول زِمّی امانت اے رب دی
امانت اے رب دی تے سانجھی اے سب دی
ایہہ بوٹے خدا دے ایہہ تھاں کے خدا دے
ہر اک تھائے سارے علاقے خدا دے
ہر اک شے دا مالک تے وارث خدا اے
بُری شے اے لالچ تے مَستی بلا اے
اَسی پہار اپڑاں تساں تے نہ تَھردے
اسی کوئی ایہجا تقاضا نہ کردے
ورے جیندے جی آں، ایہہ دوزخ تے پھرڑیں
جدوں تک حیاتی اے کجھ کم تے کرڑیں
جے کُجھ کم نہ کرساں کماساں اَسی کے
ایہہ بوٹے نہ رہسِن تے کھاساں اَسی کے

(حمید آخدے)

مسلمان آں میں بھی خدا کولو ڈرداں
تے ہنڑ ساری گل دی وضاحت میں کرداں
حکومت دا قانون سِدّھے پرہاوَ
کہ ہک بُوٹا مارو تے ہک بُوٹا لاوَ

اَسی پہلیاں نرسری تک بڑھاساں
تے تک روڈ گھنڈ کے بنڑاں تک کہن آساں
بڑے شہر تک آسو ٹُلسو تسی فر
کسی چیز دا غم نہ کرسو تسی فر
سوَیلے تسی مانسہرے نچ ہوسو
تے راتی پشورا دے شہرے نچ ہوسو
بڑے شہر نچ کاروبار اپڑاں کرسو
خزانے دے نال اپڑاں گھر باہر پھرسو
میں ایہہ گل بھی دسداں تساں کو پرہاؤ
انہاں بُوٹیاں دا نہ غم اتنا کھاؤ
اساں پوئے پوئے دا دینڑاں حساب اے
تساں دا میں حق کھاواں ایہہ تے عذاب اے
رقم کہار منشی پُہچاسی تساں کو
تساں دا جڑا حق اے تھہاسی تساں کو
میں حاضر آں ہنڑ جسراں بھی آزماؤ
تسی بھی ہک اپڑیں کمیٹی بنڑاؤ

رقم تے کمیٹی دے خاناں کو دیساں
مزدوری بنڑاں دے جواناں کو دیساں

(مولوی سخاوت آخدے)

بڑی سوہنڑی گل کیتی آخر تے آ کے
حساب اپڑاں رکھنساں کمیٹی بنڑا کے
ورے فر بھی دیخو ایہہ اوکھا سوال اے
پراہاؤ ! تساں دا دسو کے خیال اے

(سکندر آخدے)

دسے کھل کے ہنڑ جسدا جے بھی خیال اے
مڑا ووٹ تے مولوی صاب نال اے

(فقیرا جندروئی آخدے)

گھڈو روڈ ، جندرا دا ناوہ نہ پہنیو
تے ساوے غریبا دا آوا نہ پہنیو
میں بڈھاں، غریب آں، میں موتو دا مال آں
مڑا کے خیال اے، گرائیاں دے نال آں

(حمید آخدے)

تُسی اُسدے پَہانویں گھڈو ہور پہرسے

ورے ہونڑ اُٹھیو دعا خیر کر کے

اسی بھی تے گم اپڑاں اگاں بَدھاواں

گھڈاں روڈ بھی ، کرسری بھی بنڑاواں

(حسن گل آخدے)

بزرگاں دے پلّے تے ہوندی نماز اے

بزرگاں تے بِکیاں کو کے اعتراض اے

بڑے ای دعا خیر دی ہائی پہرسن

دعا خیر تے مولوی صاب کرسن

(مولوی صاب دعا خیر کردئین)

پرہاوا اسی ہونڑ لاندے نہ لارے

پڑھو جی درود اپڑیں آقا تے سارے

خدا ساریاں دا مددگار ہووے

قبر بچ محمدؐ دا دیدار ہووے

خدایا تو آنڑیں بنڑاں بچ خوشحالی

سدا جیندے رہون بنڑاں دے ایہہ مالی

خدایا ایہہ گم ٹھائے ٹھپے تو لائیں

خدایا تو روزی گھراں بچ پہچائیں

ایہہ ٹھیک اے شہید آں نہ غازی آں مولا

اسی پنج وقتی نمازی آں مولا

کراں گم ایہہ شروع دعا خیر کر کے

خدا ٹھائے لاسی نفع نال بھر کے

(حمید آخدے)

ایہہ منشی بنڑاں بچ ای رہسی پرہاؤ

تساں کول روز آ کے بہسی پرہاؤ

ایہہ منشی اے ایہہ تے کدے کجھ نہ پُھلسی

کمیٹی پرہاؤ حساب اپڑاں رکھسی

تساں کیتی اے قدر دانی پرہاؤ

تساں دی بڑی مہربانی پرہاؤ

۲

(گنڈا سنگھ فرم نرسری بنڑادی اے، روڈ دا کم لگ جلدے تے جنگل دی کٹائی بھی شروع ہو جلدی اے۔ منشی گراں دیاں ساریاں لوکاں نال گھل مل جُلدے۔ ہک دیہاڑے اوہ پانڑیاں والی کھوئی کو لولنگدے۔ زلیخاں تے کجھ ہور کُڑیاں کھوئی سی پانڑیں پھر دِئین۔ زلیخاں شرارت سی کدوں باز آندی اے۔ منشی کو دیکھدی اے تے آکھدی اے)

مسلمان اے سِکھاں دا مُنشی بنڑے دے
ورے فر بھی دیخو ایہہ کیہجا ٹنڑے دے
بنڑاں بچ اے تہسڑاں دا سارا بہانہ
حسن گل دے کہار آندا جُلدے رُزانہ

(کڑیاں ہسدئین۔ منشی آکھدے)

مکو اتنی شوخی کی دسدی ایں کڑیے
کہڑی گل تے اتنا توہسدی ایں کڑیے
مسلمان آں میں بارہ مولے سی آیاں
حسن گل سنو اپڑاں میں سنگی بنڑایاں
بنڑاں وچ اے ایہجا کہڑا دس خزانہ
کہ تہسراں دا ٹھونڈاں اتھے میں بہانہ

(زلیخاں جوب دیندی اے)

زلیخیں ہڑا ناں، عُمر سولاں سال اے
میں کیہجی کُڑی آں، تڑا کے خیال اے؟
بنڑاں وچ خزانہ تے ہر جائی تھہاسی
درے کُجھ بھی منشی تڑے ہتھ نہ آسی
چل آ! پانڑیں پی ایہہ تہرے دے گٹورا
کسی ہور جائی بنڑیں جُل کے گورا
ایہہ بنڑا اے اتھے بادشاہی نینھ چلدی
کسی گل سی دیخیں زلیخاں نینھ ٹلدی

(منشی آکھدے)

ترے ناز نخرے کوئی ہور چاسی

ترے اس کٹورے نچ اوہ زہر کھاسی

میں پردیسی آں مُڑ کے نہلساں زلیخاں

ترا ناں کدے بھی نہ پُھلساں زلیخاں

(منشی ایہہ آکھ کے ٹُر جلدے۔ ساریاں کڑیاں ہس ہس کے زلیخاں کو چھیڑ دیکین۔ زلیخاں آپڑیں دل نچ آکھدی اے)

مِڑے ٹیڑے پُھل کے تو آ جلدا منشی

کٹورے کو ہتھ ای تُو لا جلدا منشی

مِڑے دل نچ ایہہ سُول اُٹھدی اے کیہجی

چُفیرے مڑے اگ جئی بلدی اے کیہجی

(زلیخاں دی سہیلی ریشماں اس کو آکھدی اے)

تو مُڑ مُڑ کے ہتھ اپڑاں کے دیکھدی ایں

پتہ نیئہ زلیخاں تو کے سوچدی ایں

کسی نال تو ہونڑ گل بھی نہ کردی

زلیخاں تو اج اپڑیں گاگر نہ پھردی؟

تکو ہونڑ چپ اس طراں میں نہ دیخاں

چل آپانڑیں پھر کہن ، جُلاں فر زلیخاں

(زلیخاں بھی اپڑیں گاگر پھردی اے تے ساریاں کڑیاں
اپڑیں اپڑیں گاگر چا کے کھار مڑ جلدئین۔ زلیخاں کھار
پہچدی اے تے اس دی ما اس کو آخدی)

تُو مکّے سی زَم زَم رِکھن آئیں زلیخاں

ادھر آنڑ گاگر ذرا میں بھی دیخاں

(زلیخاں جواب دیندی اے)

مڑے ناں تے کھوئی وَقَف تے نینھ امّاں

میں راہ تے کسی جائی کیتا نینھ دَمّاں

تماشاں کو سارا گراں پانڑیں پَھردے

لحاظ ایہجے وَیلے ہِڑا کونڑ کردے

تماشاں کو ہر کوئی کھوئی تو لنگدے

اوہ منہ ہتھ بھی تھوندے تے پانڑیں بھی مَنگدے

میں کی پانڑیں ڈکساں کسی دا نکمّاں

ایہہ بنڑ اے کوئی کربلا تے نینھ اماں

(ماؤ دے بولنڑاں کو پہلے ای حلیمہ اپڑیں پیہنڑوں کو جواب دیندی اے)

تُڑی جیبھ لمّی اے کتنی زلیخاں
مڑی مَن تے لا اس تے دو چار میخاں

(اُدھر منشی ضیاالدین اپڑیں سنگی حسن گل کو آخدے)

جیاں کوئی اَگّی تے تیل آنڑ باہندے
کلیجہ ترَیہہ نال مُنہواں کو آندے
خیال آہسا کھوئی تے پانڑیں میں پیساں
ورے اس گراں دیّاں سَنگیا نینھ ریساں
ڈَرا نال کُڑیاں دے گولو نہ لَنگیا
شُکر اے خدا دا میں پانڑیں نینھ مَنگیا
کُڑی ہک زلیخاں تے ٹک کے نینھ بہندی
زلیخاں تے نَگّا تے مَکّھی نینھ سہندی

(حسن گل ہسدے تے جواب دیندے)

زلیخاں تے لالے سکندر دی تہی اے
ورے اوہ تے سنگیا مُچ ہچھی کُڑی اے

تُکو کے خبر اے ڈُیاں دے دِلاں دی
زلیخاں تے رَونڑق اے سارے گراں دی

(اسی راتی حلیمہ تے زلیخاں سینڑاں اسدے اپڑیں کمرے بچ آندئین۔ حلیمہ تے تاولی ای سے جلدی اے ورے زلیخاں کو نیندرا ای نینھ آندی۔ اوہ منشی دے بارے بچ سوچدی اے۔)

خدا جانڑیں کے سوچدا ہوسی منشی
مڑی حرکتاں تے خفا ہوسی منشی
میں نِکیاں دی اتھجی آں اُس کو پتہ کے
دلا دی میں کیھجی آں اُس کو پتہ کے
تڑھی لائی ، اُسدا میں دل بھی دُکھایا
بنڑاں بچ مسافر اے منشی خدایا
مسافر تے مِرمان ہوندے خدا دا
اُتو کُجھ تقاضا بھی ہوندے حیا دا
کوئی اِس طراں راہ تے ڈَکدے کسی کو
تے ناں تے عُمر اپڑیں دَسدے کسی کو

ورے میں خسارے بہ کی سوچدی آں

میں منشی دے بارے بہ کی سوچدی آں

نظر کی نینھ ٹِکدِی، ایہہ دل کی تھوکدے

کوئی گل دے بارے بہ کِے آخ ہگدے

(زلیخاں ایہی کجھ سوچدی سوچدی سے جلدی اے۔ صبح اوہ جاگدی اے تے اُسدے بال بکھرے دے تے اکھیاں رتیاں لال ہوئی دیاں ہوندئین۔ حلیمہ اُس کو پریشان دیخ کے آخدی اے)

صُبح ویلے اتنی تُو بے جان کی ایں

زلیخاں تُو اتنی پریشان کی ایں

نہ چیڑے سِرا تے نہ پیراں بہ جُتّی

مکو تے ایہہ لگدے تُو راتی نہ سُتّی

کِھڑی اَگ بہ سَڑدی ایں تُو چُپ چُپیتی

مِڑے نال راتی بھی گل تُد نینھ کیتی

(زلیخاں جواب دیندی اے)

دلا کو میں کی روگ لاواں حلیمہ
کُجھ ہووے تے کی میں چھپاواں حلیمہ
میں دو ٹیم کھادی اے رُٹّی مکئی دی
اِسی کیتے آفت اے اتنی بنڑی دی

(زلیخاں ایہہ گل کر کے حلیمہ کو ٹال چھوڑدی اے ورے اوہ دہاڑی راتی منشی دے بارے بچ سوچدی رہندی اے۔ دہاڑے اسی طراں لنگدے جلدئین۔ ہک دہاڑے جدوں حلیمہ اپڑیں لالے دی بنین بنڑدی آہسی، اسدی ما اس کو آخدی اے)

بَنین اپڑیں لالے دِی بُنڑ کے حلیمہ
شُتلا دا ساگ آنڑ چُنڑ کے حلیمہ
زلیخاں سی چُلھّے بچ اگ بھی نینھ بَلدِی
کدے چھَت گھوری پیہڑی ٹِک کے نینھ کھَلدِی
پتہ کر ذرا اُس نگھّے دی تہی دا
اوہ تونڑیں سے گھڈ آنڑیں آٹا مکئی دا

جُل آکھ اپڑیں لالے کو پانڑیں کہن آوے
زلیخاں کو آکھ آ کے چھٹڑیں بنڑاوے
میں رُٹّی پکاواں تے دُدھ کونڑ رِڑکے
زلیخاں کو آکھ اوہ نگمّی نہ دِڑکے
مکو گل سی تاپ اے، طبیعت خراب اے
بُڈھیماں مصیبت، بُڈھیماں عذاب اے
تڑِکدِی اے جُثّے دی رَگ رَگ حلیمہ
ذرا بال چھڑ جُلدیاں اگ حلیمہ

(حلیمہ بنین صندوقاں تے چھوڑ کے چلھے بچ لکڑیاں جوڑدی اے۔ اسی ویلے بوہے تے ٹک ٹک ہوندے۔ حلیمہ دی ما حلیمہ کو آکھدی اے)

ایہہ کونڑ اے جھڑا کردے مغزا دا قیمہ
ذرا دیخ بُوہے تے کونڑ اے حلیمہ

(حلیمہ اٹھ کِے بوہا کھولدی اے۔ سامنڑیں ہِک جوان ہتھا بچ ہِک پچھڑا کہن کے کھلتے داہوندے۔ حلیمہ پہلی نظر بچ ای سیانڑ کہندی اے کہ ایہہ ہووے نہ ہووے منشی اے۔ منشی سلام کر کے آکھدے)

میں منشی ضیا آں ، میں لالے بُلایاں
میں لالے سکندر کو مِلڑاں کو آیاں

(حلیمہ جواب دیندی اے)

اِتھی کھلتے رہسو تُسی پہار چا کے
تُسی اندروٹھے بہ بیٹھو جی آ کے
تُسی اسدے کہار آئیو ٹھاکے سی اُل کے
تساں دا میں دَسدِی آں لالے کو جُل کے

(حلیمہ اندروٹھے دے بوہے ڈُراشارا کردی اے۔ منشی سِرا سی رکھن کے پیراں تک حلیمہ تے ہک نظر باہندے۔ حلیمہ اندروٹھے دا بوہا کھولدی اے تے منشی جل کے اندروٹھے بچ بہہ جلدے۔ حلیمہ اندر کہار جلدی رہندی اے۔ منشی سوچدے)

جوانی تے آئی دی کیہجی بہار اے
حلیمہ تے قدرت دا ہک شاہکار اے
کُڑی اے جیاں جھیل ڈَل بچ شِکارا
محبّت دا ہوندا نینھ کوئی کنارا

حلیمہ دی گل بات سب سی جدا اے
حلیمہ تے پچھلے جنم دی دُعا اے
بگیرا دے جنگل نچ ایہجا راں تُل☆ نینھ
خدا دی خدائی حلیمہ دا مُل نینھ

(منشی حلیمہ دے بارے نچ ای سوچدے کے اتو سکندر آ جلدے۔ اوہ منشی کو آخدے)

بڑی گل اے آئیو حویلی پُہل کے
تساں نال گل کرساں اڑیں میں کھل کے

(منشی دلا نچ ڈر جلدے کہ کرے لالہ سکندر زلیخاں دے بارے نچ کوئی گل نہ کردا ہووے۔ اوہ آخدے)

بڑی گل تے ایہہ اے تساں سنڑ بُلایاں
تُساں سنڑ بلایاں تے میں ٹُر کے آیاں
مِڑے تے جھڑا پہار چاہو تہرو جی
میں حاضر آں لالہ حُکم تے کرو جی

(منشی گل بات تے سکندر نال کردے۔ ویرے اسدی اکھیاں نچ حلیمہ دی شکل بَسی دی ہوندی اے۔ سکندر منشی کو آخدے)

☆ راں تُل۔۔۔ سرخ جنگلی پھول

حکم اے خدا دا غریباں دا کیہ اے
میں بیمار رہنداں، نصیباں دا کیہ اے
مکو غیر اپڑاں نہ بیکار سمجھو
مڑے کہار کو آپڑاں کہار سمجھو
خدا دا شکر اے کہ دُدھ اَسدا گاوے
حلیمہ کو آخاں اوہ لَسّی گِھن آوے

(سکندر اٹھ کے اندروں ٹھے دے بوہے بچ کھلدے تے حلیمہ کو آواز دے کے آخدے کہ منشی صاب جو گے لسی بنڑا کے گھن آ۔ حلیمہ لسی بنڑادی اے تے اُتو زلیخاں آ جلدی اے۔ زلیخاں، حلیمہ کو آخدی اے)

ایہہ لَسّی تے مکھنڑاں دا پیڑا بنڑا کے
کِھڑے پاسے ٹُرئیں حلیمہ تُو چا کے
دلا نال سب کُجھ بنڑائے دے لگدے
کوئی خاص مِرمان آئے دے، لگدے
کدے بھی نہ تُد گل کوئی دل دی دَسّی
مکو دیہہ، میں دے آندیاں باہر لَسّی

(حلیمہ کوئی جواب نینھ دیندی۔ زلیخاں لسی تے مکھنڑ کہن کے اندرو ٹھے نچ پچھ جلدی اے۔ منشی حلیمہ دے انتظار نچ ہوندے۔ زلیخاں کو دیخ کے اُسدے دل سی ہک ٹھنڈی آہ نکلدی اے۔ اوہ آپڑیں دل نچ آخدے)

سَڑَے دے مقدر ، حلیمہ نہ آئی
اُس اَگ باہ کے پیھجی اے لسی دی جائی
میں فر پہانویں ہر کہار سی خیرِ پن دا
حلیمہ کو ہک واری فر دیخ سِکہن دا
حلیمہ نہ دیخی تے جیساں نہ مَرساں
بنڑاں نچ حلیمہ حلیمہ میں گرساں

(زلیخاں میزا تے لسی رہخ کے منشی دَردیخدی اے ورے منشی کسی ڈُوہنگی سوچ نچ ڈبے دا ہوندے، زلیخاں دَردیخدا ای نینھ۔ زلیخاں گُجھ آخدی نینھ ورے جانڑ بُجھ کے تھوڑی جئی لسی میزا تے ڈوہل چھڑدی اے تے فر میزا تے ہو کے منشی دیاں اکھیاں نچ اکھیاں باہ کے دیخدی اے۔ سکندر زلیخاں کو آخدے)

تُو کی ایہی آئیں زلیخاں اُڈّردِی
کدے بھی کوئی کم تُو ٹک کے نہ کردِی
ہوا نالو جُلسِیں ، ہوا نالو آسِیں
تُو چَھوہلی ایں رب جانڑیں کے تُو بنڑاسِیں
(زلیخاں لسی رہج کے مڑ جلدی تے آپڑیں دلا بچ آخدی اے)
نہ میں تاولی آں نہ ہتھ پیر پُہلیے
مِڑے تے محبّت دا ہُنڑ راز کُھلیے
ہوا نال قَسمے کدے گُت نینھ کُھلدی
محبّت نہ ہووے تے لسی نینھ ڈُلدی
ورے کونڑ لالے کو ایہہ گل دَسالے
کہ سارا فساد اس جوانی دے نال اے
زلیخاں تے منشی تے دل ہار گئی اے
زلیخاں کو منشی دی چُپ مار گئی اے
(دو چار دہاڑے بعد منشی، حسن گل دے کہار آندے تے حسن گل کو آخدے)
گراں بچ مڑا ہور سنگی نینھ کوئی
ٹرے ہوندیاں یار تنگی نینھ کوئی

خیال اتنا رہندیں تُو پردیسیاں دا

کہ رہندی اے جتنا خیال آپڑیں ما

مڑے کولو ہو کے کدے دُکھ نینھ لَنگیا

تڑے کولو اج تک میں کُجھ بھی نینھ منگیا

ورے ہونڑ پہَندے کمہارا دا آوا

تُڑے گولَو خیرات مَنگداں پَر ہاوا

خدا دی خدائی مِڑے گولَو چا کَہن

ورے اس غریبا دی اج تُو دعا کَہن

(حسن گل ہسدے تے منشی کو آخدے)

ضرورت دی چیزا دے کولو نہ لَنگیا

ایہہ ٹھیک اے ضیا تُد کدے کُجھ نینھ مَنگیا

مڑے کول دیخی اے تُد اتھجی کے شے

تڑے کولو رہنداں جھڑی میں چھپا کے

کسی لَمّے لانجھے بہ مت بڑ پرہاوا

جھڑی شے ضرورت اے چا کھڑ پرہاوا

(منشی جواب دیندے)

کسی نال اپڑیں طبیعت نینھ رَلدی

کسی شے تے اپڑیں نظرای نینھ کھلدی

میں ٹکڑے نینھ پہنّے کدے کہار بہہ کے

میں دنیا کمائی اے دنیا بہ رِہ کے

ہمیشہ بخیلی رہتی گوڑ کے میں

نوالے نہ گِنڑدا کسی ہَور دے میں

کدے بھی نہ ہووے کوئی پُہل، تُو جیویں

دعا اے ہمیشہ حسن گل تُو جیویں

کدے بھی کوئی دُکھ تڑے تے نہ آوے

تڑے کہار کو باغ مولا بنڑاوے

تُو خوش رہویں اَج پہلی واری میں رو کے

تڑے کولو مَنگداں کسی ہَور دی شے

نظر رہج مڑے تے، سِرا کو اُچت رہج

مُکو حوصلہ دیہہ، مڑے دل تے ہَتھ رہج

(حسن گل، منشی ضیاالدین دَر دیکھدے ورے بولدا گُجھ نینھ۔ منشی سَیت گہڑی چُپ رہندے، حسن گل دیاں اکھیاں نچ دیکھدے تے فرآخدے)

میں کرداں محبّت کسی نال سنگیا
ورے تُو نہ پچُھدا مِڑا حال سنگیا
خدا جانڑدے پہلے ایہجا نینھ ہویا
تُڑا یار منشی کدے بھی نینھ رویا
ورے ہونڑ سَیندا نہ ہک سَیت راتی
میں سَڑداں، جیاں سَڑدی رہندی اے باتی
کوئی حل دَسالیں تے دیساں دعا میں
نہ دَسیا تے سَڑ بَل کے ہوساں فنا میں
(حسن گل بے چین ہو جلدے تے پچُھدے)

محبّت ضیا دَس تُو کس نال کردیں
اوہ کونڑ اے تُو جس تے بغیر آئی مَردیں
کسی کولو سنگیا میں ڈرداں نہ ڈرساں
مڑے کولو جو کُجھ بھی ہویا میں کرساں
(منشی ضیاؑ الدین آخدے)

اَنیہرے بہ رہ کوئی تھہاندا نینھ سنگیا
مڑے منہ تے ناں اُسدا آندا نینھ سنگیا

دِلا بچ اے طاقت نہ اکھیاں بہ لوُ اے
خدا جانڑیں کیہجی محبّت دی خَو اے
نظر ٹِک جُلے ، جیبھ ساہ تھوڑا پکڑے
ذرا کھل مڑا دل تَراہ تھوڑا پکڑے

(منشی خالی خالی نظراں نال اِدھر اُدھر دیکھدے ، آپڑیں دل تے ہتھ رہندے تے ڈُبی ڈُبی دی آواز بچ آخدے)

اوہ جنت دی حور اے ، مقدس پَری اے
حسن گل اوہ لالے سکندر دی تہی اے
بَڑی اے زلیخاں سہی ، ناں اے حلیمہ
دیارا دے بُوٹے دی چھاں اے حلیمہ
وچھوڑے دی برفا بہ چر میں نینھ دیخی
بس ہک واری دیخی اے فر میں نینھ دیخی

(منشی ایہہ آہنج کے اکھیاں ٹُوٹ چھڑدے تے کُجھ سیت حسن گل بھی کوئی گل نینھ کرہکدا۔ فر حسن گل اٹھ کے منشی دے مُونڈھے تے اپڑاں ہتھ رہندے۔ منشی اکھیاں کھولدے ، اس کو دیخدے تے منشی دیاں اکھیاں بچ آتھرو آجلدئین۔ بولدا اوہ بھی کُجھ نینھ)

۳

(تائی بیمار اے، تاپ چڑھے دے تے بے ہوشی دی کیفیت اے۔ حسن گل تائی دی خیر خبر کہنڑاں کو تائی دے کہار آئے دے۔ اتو زلیخاں دی سہیلی ریشماں آجلدی اے۔
اوہ حسن گل کو سلام کردی اے تے آخدی اے)

ذرا تے کرو غور تائی دا گونڑ اے
اساں دے سوا ہور تائی دا گونڑ اے
دِہاڑی کوئی تائی گول آنڑ بہندے
تے راتی گرائیں کوئی ہور رہندے
دوائی کوئی آنڑدے ، کوئی کھانڑاں
کوئی یاد کردے زمانہ پُرانڑاں
سِراں تے محبّت دا تمبُو تنڑے دے
گراں سارا تائی دا نوکر بنڑے دے

محبّت سی یاد آئی گل ہک ضروری
اجازت ہووے تے کراں گل میں پوری
(حسن گل جواب دیندے)
ذرا سیت میں تائی کول ہور رہنڑیں
اجازت دی کے لوڑا اے گل کرتُو پیہنڑیں
(ریشماں آخدی اے)
حسن بیر اتنی سخلّی نینھ ایہہ گل
حلاں اپڑیں جائی سی ہلّی نینھ ایہہ گل
تُساں کو میں دیندی آں راز ہک ادھارا
تے نال ای میں منگدی آں تُسدا سہارا
ورے فر دلا بچ خیال ایہہ بھی آندے
پرہاواں دے نال ایہجی گل کونڑ باہندے
(حسن گل جواب دیندے)
گراں بچ کدے اُگ میں لائی نینھ پیہنڑیں
حسن گل کوئی ڈوم نائی نینھ پیہنڑیں
کدے بھی نہ آنڑیں دلا بچ اندیشہ
ایہہ راز تے فر راز رہسی ہمیشہ

ٹُرڑی گل بھی سُنڑساں تے رہنساں میں لَج بھی
پَرہا آکھدیں اے پَرہا فرسمجھ بھی
(ریشماں آکھدی اے)
ایہہ چَھلّی لوَنّی زلیخاں دی گل اے
جھڑی ہونڑ لاندی دَریکا تے پَھل اے
گُرڑی اے زلیخاں حیادار بیرا
ورے ہونڑ رہندی اے بیمار بیرا
گُرڑی ہونڑ بیرا ہوا تے نینھ تَردِی
کسی نال اوہ ہونڑ گل بھی نینھ کردی
کھروں باہر رہندی نینھ ہونڑ ہک قدم بھی
زمانے سی وُکھرے زلیخاں دا غم بھی
تُسی ہونڑ پُچھسو کہ غم کے اے آخر
تساں نال اس غم دا کم کے اے آخر
زلیخاں کو غم اے محبّت دا بیرا
تے ایہہ غم اے ڈاہڈا قیامت دا بیرا

اُچت ہووے کتنا بھی ٹھا کے تے راہ اے
زلیخاں دے خواباں بہ منشی ضیا اے

(ریشماں ایہہ آکھ کے چپ ہو جلدی اے تے سِر سٹ کے
حسن گل دے جواب دا انتظار کردی اے۔ حسن گل دی سمجھ بچ
نینھ آندا کہ اوہ ہونڑ کے آکھے۔ اس کو رہ رہ کے منشی ضیا دا
خیال آندے جہڑا حلیمہ تے مردے۔ فر حسن گل ہک فیصلہ
کر دے تے آکھدے)

جہڑا بھی میں کیتے اوہ وعدہ نبھاساں
تڑے کولو گجھ بھی نہ پیہنڑیں چھپاساں
سنڑاساں میں منشی کو ساری کہانڑیں
ورے کونڑ آنڑیں پَرونڑاں بہ پانڑیں
اوہ پہلے ای انگار ہوئے دے سَڑ کے
تو دَس اُس کو ماراں میں کس جائی گھڑ کے
تکو تے بس اپڑیں سہیلی دا غم اے
مڑے دل بچ آئے دا ہور ہک پگھم اے

سُنڑیں تے سُنڑاواں کہانڑیں ضیا دی
تُو پِچّھے نہ ہٹسیں قسم کھا خدا دی
(ریشماں قسم کھا کے وعدہ کردی اے تے حسن گل آخدے)
خدا دی خدائی تے سچ بولدی اے
زلیخاں تے ریتُو تے کیھ ڈوہلدی اے
ترُٹ کے محبّت اوہ کردی اے ٹھیک اے
زلیخاں تے منشی تے مَردی اے، ٹھیک اے
ورے پیہڑا منشی حلیمہ تے مَردے
حلیمہ حلیمہ اوہ ہر ویلے کردے
(حلیمہ داناں سُنڑ کے ریشماں جائی اُتے گھل جُلدی اے۔ اُس دِی سمجھ بچ نینھ آندا کہ اوہ کِے آخے کِے نہ آخے۔ حسن گل آپ ای گل اَگے بدھاندے)
مِڑا مشورے مل کے حل کوئی ٹھونڈاں
جے اَج نینھ تے فربہہ کے کل کوئی ٹھونڈاں
کوئی حل اگر ہے تے گھڈسیں اوہ بس تُو
میں منشی کو دَسداں، زلیخاں کو دَس تُو

(ریشماں جواب دیندی اے)

حلیمہ تے رہندی شہ گندل دے نال اے
اُسی نال گل کر کے دیکھاں ، خیال اے
کسی ہَور دُر پہالدی نینھ حلیمہ
شہ گندل دی گل ٹالدی نینھ حلیمہ

(حسن گل آخدے)

عُمر گھٹ اے، بُڈھیاں دی ہانڑیں گُڑی اے
شہ گندل سیانڑیں بیانڑیں گُڑی اے
جے اِس ماملے بچ شہ گندل بھی پیوے
حسن گل دعا اپڑیں پیہنڑوں کو دیوے
زلیخاں تے چھوڑاں نہ چھوڑاں ضیا تے
چَل ایہہ ماملہ ہونڑ چھوڑاں خدا تے
تُو دیہہ ہونڑ تائی کو پیہنڑیں دوائی
تے میں ہونڑ جُل کے گراں گُجھ کمائی

(شہ گندل تے ریشماں دونڑیاں شہ گندل دے کھرا دی
چھت تے بیٹھیاں دئین۔ ریشماں شہ گندل کو آخدی اے)

مُصلّے کو جُلدا ایہہ راہ کیہجا سوہنڑیں
اُدھر دیخ نکّلے تے کہاہ کیہجا سوہنڑیں
اِسی جائیو دیخاں میں جُلدی خزاں کو
اِسی جائیو دیخاں میں بہہ کے گراں کو
ہوا نچ ، گہراں تے ، تھویں دی لکیر اے
پُرانڑیں کھنڈر گول چھلاّ فقیر اے
ملانڑاں مَسیتی نچ ہُنڑ بانگ دیسی
پُھلاں نچ تُو دیخیں نَواں رنگ پَیسی
دِہاڑی غلاماں نظر بھی نہ آسی
تَماشاں کو آ بانسری فر بجَاسی
کمہاراپڑیں مِٹّی دے پَہانڈے پَکاندے
تے آوے بہ رِہ رِہ کے اوہ اَگ پَہخاندے
فقیرے دے جَندر دی چَکّی خراب اے
گراں تے ایہہ آئے دا کیہجا عذاب اے
عذاب ہور بھی آئے دے ہک گراں تے
جہڑا لوک سہسن محبّت دے ناں تے

(شہ گندل حیرانی نال آخدی اے)

کہانڑیں سُنڑادی ایں اَج تو ایہہ کیہجی

تُڑے گولو آندی اے خوشبو ایہہ کیہجی

(ریشماں جواب دیندی اے)

نہ پُچھ ، کے دَسالاں شہ گندل تکو میں

عجیب ہک سنڑادی آں اَج گل تکو میں

(ریشماں شہ گندل کو ساری گل تفصیل نال سنڑادی اے تے گل سنڑ کے شہ گندل کسی ڈوہنگی سوچ نچ ڈُب جُلدی اے۔ پچھ سَیتی بعد شہ گندل سِر چاندی اے تے ریشماں کو آخدی اے)

میں جیندی آں کُجھ بھی نینھ ہونڑاں گراں نچ

چل آجُل کے بھواں کسی جائی چھاں نچ

(دونڑیاں چھتاسی لیہہ کے کمرے نچ آجلدئین۔شہ گندل پانڑیں پیندی اے تے آخدی اے)

زلیخاں کسی دی سمجھ نچ نینھ آندی

حلیمہ ورے ایہجا لیکھا نینھ لاندی

حسن گل وکیل اَو پرے ہک جنڑے دے

اوہ منشی دا بھی دیخ منشی بنڑے دے

چلو! جے بھی کرساں اوہ مِل کے ہی کرساں

ایہہ گل میں حلیمہ دے گنّوں بھی گھڈساں

(دیگری کوشہ گندل جُل حلیمہ کول پہچدی اے تے آخدی اے)

محبّت سنڑ ہر پاسے اَگ لائی دی اے

حلیمہ! آپتے کجھ بہار آئی دی اے

(حلیمہ دل کھول کے ہسدی اے تے جواب دیندی اے)

کسی کو کدے مار آئییں تے کےِ اے

شہ گندل تُو دل ہار آئییں تے کےِ اے

(شہ گندل آخدی اے)

نہ دیندی ذرا بھی میں اپڑیں صفائی

حلاں میں کسی دی نظر بچ نہ آئی

شہ گندل کدے بھی نہ چَھپ چَھپ کے رَوسی

جدوں پیار ہویا تے بس پیار ہَوسی

گلاں تے حلیمہ دی وار آئی دی اے
مُکو بھی تے دَس کِے بہار آئی دی اے
(حلیمہ جواب دیندی اے)
گلاں سی تُو لگدی ایں تائی دی نانڑیں
شہ گندل کدوں ہو گئیں تو سیانڑیں
(شہ گندل آخدی اے)
مِڑے گولو گُرڑیئے تُکو کیہجا ڈر اے
مُکو تُو نہ دَسدی، گراں کو خبر اے
کِے چکر اے منشی ضیا دا حلیمہ
تُکو ڈر ذرا نینھ خدا دا حلیمہ
سہیلی آں میں، دیخ کہن آزما کے
محبّت بھی کیتی تے کیتی چُھپا کے
(حلیمہ حیرانی نال شہ گندل کو دیخدی اے، تے آخدی اے)
شہ گندل! حلیمہ کھلی ہک کتاب اے
ایہہ منشی کہڑی جائی دا دَس نواب اے
تڑے تو میں ساری خدائی کمہاواں
تڑے سی چھپاواں تے میں زہر کھاواں

ورے کھل کے گل کر سمجھ بچ تے آوے
ہَوا دِی پُنڈ کری کوئی کتنی چاوے

(شہ گندل الفو کہن کے "ے" تک ساری کہانڑیں حلیمہ کو سنوا دی اے تے حلیمہ دی عجیب حالت ہو جلدی اے۔ اُدھر ریشماں ساری گل زلیخاں کو تے حسن گل، منشی کو دَسدے۔ زلیخاں تے کجھ بھی نینھ بولدی ورے منشی، حسن گل کو آکھدے)

حسن گل پرہا! کوئی کہن ای نینھ ہکدا
حلیمہ دی جا کوئی کہن ای نینھ ہکدا
حلیمہ دے بدلے خدائی بھی تھہاوے
تے منشی ضیا اُس کو ہتھ بھی نہ لاوے
محبّت مکو بس حلیمہ دے نال اے
کوئی بارہ مولے بہ کُڑیاں دا کال اے
کسی ہور تے میں کدے بھی نہ پُھلساں
میں دَرشی سی جنت دا پُھل کہن کے جُلساں

☆

بنڑاں نچ گٹائی دا گم بھی لگے دے
ضیا کو محبّت دا غم بھی لگے دے

دیاراں تے چیڑاں تے آرا بھی چلدے
تے نال ای محبّت دا بُوٹا بھی پھلدے
بڑا اَوکھا ہوندے کٹائی دا کم بھی
اُتو جان گھِڈدے محبّت دا غم بھی
کٹائی دا کم بھی مَزوراں کو دَسدے
تے نال ای ضیا اپڑیں قسمت تے ہَسدے
کہن آیا مکُو بارہ مولے سی چا کے
ایہہ دل لگ گیا کیہجی کانڈِھی تے آ کے
ضیا آ خدے لاؤ پتھرُو بنڑاں تک
اَگو نیم ٹہو کے کہن آنڑوں شڑاں تک
بنڑاں نچ بڑا ٹال لکڑی دا ہوسی
اَگو آپ چھکَڑا ای ایہہ مال ٹھوسی
تے ایہہ گِچریاں والے کم اپڑاں گرسن
جے کم ایہہ نہ کرسن تے ٹِھڈ کِسراں پھرِسن

بڑے ماہر اِن آرا کش اَسدے جنڑیوں
تُسی بھی ورے دیکھو لیلے نہ بنڑیوں
کسی تے کوئی بھی نہ پہار اپڑاں تھرسی
جھڑا جِسدا کم اے اوہ کم آپ گرسی
نہ ہوساں میں بے غم نہ لمّاں میں پیساں
مزوری تُساں کو رُزانہ میں دیساں

۴
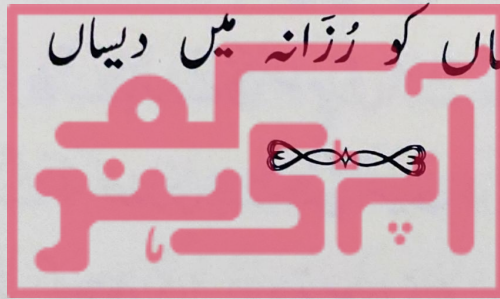
(رات اے تے بارش لگی دی اے۔ حلیمہ پہلی واری
غشی دے بارے بچ سوچدی اے تے فراُٹھ کے شیشے
اَگے آ کھلدی اے۔ مچ سَیت اوہ شیشے بچ اپڑیں
آپ کو دیکھدی اے تے سوچدی اے)

بنڑاں بچ کدے ایہجی بارش نینھ ہوئی
کدے اِس طراں رات ہَس کے نینھ روئی
کدے بالیاں شور کیتا نینھ اِتنا
پُھلاں تے کدے غور کیتا نینھ اِتنا
کدے اپڑیں دِل بچ میں جھاتی نینھ ماری
بنڑاں سی نینھ ماری کدے باہر اُڈاری
کدے برف ہونٹاں تے گلدی نینھ دیخی
کدے اَگ محبّت دِی بَلدی نینھ دیخی

کدے پہلا سینے تے ٹُریا نینھ آ کے
نینھ رہنیا کدے پیر زِمّی تے چا کے
ہوا سنڑ کدے بھی نینھ گن سُوئی کیتی
میں ٹک پہر کے پہلے کدے اُگ نینھ پیتی
محبّت دا دل بچ خیال ای نینھ آیا
مڑے تے جوانی دا سال ای نینھ آیا

(حلیمہ شیشے اَگے کھلتی دی ایہی کُجھ سوچدی اے تے اُس کو پتہ ای نینھ لگدا کہ زلیخاں کمرے بچ آ گئی اے۔ زلیخاں کُجھ سیت کھل کے حلیمہ کو دیکھدی رہندی اے تے فر آخدی اے)

ٹُری جائی ہوندی تے میں خواب بنڑدی
حلیمہ تُو شیشے دی گل کی نہ سُنڑدی

(حلیمہ اس طراں مُڑ کے زلیخاں دَر دیکھدی اے جس طراں اُسدی چوری پکڑی گئی ہووے۔ زلیخاں آخدی اے)

ٹُرے کیتے تھپ آں، ٹُرے کیتے چھاں میں
ٹُری پینہڑ بھی آں، سہیلی بھی آں میں

دلاں کو ایہہ منشی خوشی نال پَہر دے
اُتو دیخ اپڑیں کمائی بھی کر دے

(حلیمہ حیرانی نال زلیخاں کو دیکھدی اے، اوہ کُجھ آکھواں چاہندی اے ورے کُجھ بھی نینھ آکھدی۔ ڈوے دہاڑے حلیمہ آپ شہ گندل کول جُل پُہچدی اے تے آکھدی اے)

کُجھ ہور ای زلیخاں دی ٹور آکھدی اے
شہ گندل! زلیخاں کُجھ ہور آکھدی اے
مڑے کو لو پَیندا نینھ پیہنڑوں تے ڈاکہ
کُھلا چھوڑ دی آں میں سارا علاقہ
مڑے تے تُو کر ہونڑ ایہہ مہربانی
حسن گل کو دَس جُل کے اپڑیں زبانی
کہ منشی تک ایہہ گل پُہچاوے حسن گل
چَل اُٹھ چھوڑ گم کاج، جُل، تاولی جُل
مڑی ساری کیتی تے پانڑیں نہ پیوے
نویں کوئی گُڑیئے کہانڑیں نہ پیوے

(اُدھر زلیخاں، ریشماں کو آخدی)

حلیمہ کو ٹوہ ٹاہ کے کل دیکھئے میں
عجیب اُسدے مَتھّے تے وَل دیکھئے میں
میں منشی دی گل کر کے بھی اوہ ٹٹولی
مڑی پیہنڑ دُکھ نال کجھ بھی نینھ بولی
حلیمہ مڑی جان اے تُو جانڑدی ایں
زلیخاں پریشان اے تُو جانڑدی ایں
حلیمہ توں میں اپڑیں جند جان واراں
اوہ خوش رہوے پھانویں حیاتی میں ہاراں

(ریشماں حیرانی نال زلیخاں کو دیکھدی اے تے آخدی اے)

بڑی چھوہلی ایں تُو ، بڑی تاولی ایں
کُڑی تُو زلیخاں بڑی باولی ایں
سمجھ بچ کدے تُو نہ آئیں نہ آسیں
پتہ نینھ محبّت سی کے تُو بنڑاسیں
تُڑے کیتے کِے کوئی گرسی لڑائی
کدے بَھخدی اگ ایں، کدے بُجھدی چھائی
گھڑی بچ ایں تولہ، گھڑی بچ ایں ماشہ
بنڑائے دے تُد زندگی کو تماشا

اَسی مِل کے فِر نوّاں راہ کوئی دیکھاں
بس ہِک واری فر سوچ رِکھن تُو زلیخاں
(زلیخاں جواب دیندی اے)
بڑا سوچئے میں بڑا غور کیتے
تُڑا کے خیال اے میں کے ہَور کیتے
(زلیخاں کُجھ ہَور بھی آخڑاں چاہندی آسی ورے اُتو
نساپیاں شہ گندل آجلدی تے زلیخاں دے مُہنواں کو
لے لگ جلدے۔ شہ گندل آندی اے تے آخدی اے)
خدا سی نیں منگڑاں دا جّچ کی نینھ منگیا
کُجھ ہَور اپڑیں رب سی میں اَج کی نینھ منگیا
خیال آہسا میں ریشماں کول آ کے
رِکھن آساں تگو بھی زلیخاں بُلا کے
ورے تُو تے آپ آ گئیں پہلیاں ای
ہمیشہ تُو دِتّیں ایہہ پُھل کھیلیاں ای
کدے اپڑیں جائی سی ٹھا کہ نینھ ہلدا
اشارے ایہہ گل مشکلاتاں دے حل دا

(زلیخاں ہسدی اے تے آخدی اے)

ملانڑیں دی روزی کو لت ماردی ایں
ہوا نچ تو اَج کشتیاں تاردی ایں
بُجھارت نہ باہ ایجھی راہ ای نہ تھاوے
سُخلّی جی گل کر، سمجھ نچ تے آوے

(شہ گندل جواب دیندی اے)

سِرو پہار لیوے تے رَج کے میں سَیواں
مبارک زلیخاں کو منشی دی دیواں
زلیخاں دے پیراں دی زنجیر اے منشی
زلیخاں دے خواباں دی تعبیر اے منشی

(زلیخاں آخدی اے)

اوہ دیکھے نہ دیکھے میں منشی کو دیکھاں
کوئی ایجھی راہ نچ نینھ پئی دی زلیخاں
کجھ ایجھا نینھ تولے تُلائے دا منشی
خدا کولو مُڑ کے نینھ آئے دا منشی
کوئی حور منشی کو تھاندی اے تھاوے
مڑا اس کہانڑیں بہ ناں ای نہ آوے

مُکو تے نہ منشی دی لوڑ اے نہ آہسی
مقدر بہ جو لُکھ اے اوہ لُکھ ای تھہاسی

(امداد خان دی تیھو سجاول دا بیاہ اے۔ گراں دیاں کُڑیاں
راتی امداد خاں دے کہار جمع ہوندئین تے گانڑیں شانڑیں
گاندئین۔ زلیخاں بھی اپڑیں کہرو نکلدی اے ورے اوہ
امداد خاں دے کہار جلڑاں دے بجائے منشی دے ڈیرے کو
جلنا والے راہ بچ آ کھلدی اے۔ اُتو شہ گندل بھی آ
جُلدی اے۔ منشی کفتاں دی نماز پڑھ کے اپڑیں ڈیرے دُر
مڑدے تے راہ بچ اُس دی ملاقات زلیخاں تے شہ گندل
نال ہو جلدی اے۔ زلیخاں منشی کو آخدی اے)

میں اپڑیں خیالاں دی قیدی زلیخاں
خدائی بھی تھہاوے تے مُڑ کے نہ دیکھاں
محبّت کو میں امتحان آخدی آں
حلیمہ کو میں اپڑیں جان آخدی آں
حلیمہ کو دیندی آں راہ بھی دعا بھی
حلیمہ مڑی پیہنڑ بھی اے پرہا بھی

میں آپ ای حلیمہ کو بوہتی بنڑاساں
تے آپ ای میں ڈولی تے پھل کہن کے باہساں

(زلیخاں دیاں اکھیاں بچ آتھروں آ جلدئین، اوہ اپڑیں چیڑے نال اپڑیں اکھیاں صاف کردی اے تے شہ گندل کو اتھی چھوڑ کے جلدی رہندی اے۔ شہ گندل منشی کو آخدی اے)

بدلسیں کدے بھی نہ اپڑیں نظر تُو
قسم کھا کے وعدہ مڑے نال کر تُو
مڑے سر تے ہتھ رکھ کے کھا ایہہ قسم تُو
کدے بھی نہ دیسیں حلیمہ کو غم تُو

(منشی ہک ہتھ دل اُتے تے ہک ہتھ شہ گندل دے سرا تے رکھ کے آخدے)

میں ہر ویلے اپڑیں خدا کولو ڈرداں
خدا دی قسم کھا کے وعدہ میں کرداں
حلیمہ کو خوش رہنساں ساری عمر میں
حلیمہ دی ہر ویلے رہنساں خبر میں

کوئی غم کدے اُسدے نیڑے نہ آسی
کدے اوہ دکھاں دی پُنڈ کری نہ چاسی
حلیمہ دے پیراں بہ رہنساں خدائی
میں جان اپڑیں دیساں حلیمہ دی جائی
(شہ گندل جواب دیندی اے)
جے ایہہ گل اے فِر تو مڑی گل بھی سنڑ کہن
خدا دیسی تعبیر تو خواب بنڑ کہن
تو دیکھیں میں اَج اپڑاں وعدہ نبھاساں
روا راتی جس ٹیم مڑسی ، میں آساں
میں آساں حلیمہ مڑے نال ہوسی
خدا جانڑیں منشی دا کے حال ہوسی

(شہ گندل ایہہ آخ کے ہسدی اے۔ دُور اگے ڈوگی
بچ ہک سایہ جیہا نظر آندے۔ شہ گندل تاولی تاولی
اُٹھوامدادخاں دے کہرا دی طرف مُڑجلدی اے۔ منشی
اپڑیں ڈیرے دُر مُڑدے تے اوہ سایہ منشی کول آ
پُہچدے۔ منشی اُس کو سیانڑ کہندے۔ اوہ

بانسری بجانڑاں والا غلاما ہوندے۔ غلاما منشی کول آ کے اُس کو آخدے)

میں دیخی اے دُورو کوئی چیز نسدی
کدے آہسی روندی، کدے آہسی ہسدی
پَری آہسی یا کوئی جن پُھوت آہسا
میں سُنڑیا نینھ منشی کدے ایہجا ہاسا
لہو پی کے جنڑیاں داپلدی اے سُنڑئیں
شِرَل اپڑیں شکلاں بدلدی اے سُنڑئیں
مِڑی مَن کوئی باہر دی چیز آہسی
نشانڑیں کوئی دیخیں ڈوگی سی تھہاسی
بَلا بندہ کھاندی اے فر بھی نینھ رَجدی
خدا جانڑیں اَج بانسری کی نینھ بجدی
(منشی جواب دیندے)
کُرے کُجھ نینھ سنگیا، مکو کی ڈراندیں
مِڑا تِہنگ متنگی تُو ساہ کی سُکاندیں
کوئی آدمی ہوسی، بَسدا گراں اے
شِرَل کوئی شے نینھ بس ہک فرضی ناں اے

پری دیکھاں جس جائی دل دے کے لگداں

بنڑاں دی پری تے خدا کولو منگداں

غلاما ! چل آ راہ تے باہواں تکو میں

تُو آخیں تے کہر چھوڑ آواں تکو میں

(اُدھر امداد خاں دے کہار گراں دیاں کُڑیاں جمع ہوئی

دئیین ، زلیخاں بھی جُل پہچدی اے تے آخدی)

سجاول تے اَج تے نظر ای نینھ ٹِکدی

خوشی اپنھی کُڑیو! نینھ ہٹیاں تے بِکدی

ذرا منہدی دیہہ ، میں سجاول کو لاواں

تے فِر ٹھولکی آنڑ رَج کے بجاواں

(اُتو شہ گندل بھی آجلدی تے آخدی اے)

بجا ٹھولکی اَج زلیخاں تُو جَم کے

خوشی نال بُوہٹی ذرا ہور چمکے

زلیخاں اَساں کولو اَج گونڑ بچِسی

بَجا ٹھولکی اَج حلیمہ بھی نچِسی

(حلیمہ آکھدی اے)

میں نَچساں ، مڑے نال ماسی بھی نچسی
سجاول دی ما ، اَسدی چاچی بھی نچسی

(سارے ہسدے ئین، سجاول دی ما آکھدی اے)

میں اپڑیں سجاول دی خوشیاں تُو صدقے
میں نچساں تھیئے ساریاں کولو بَدھ کے
ورے پہلے جُل کے میں تائی کو آنڑاں
تُسی بہہ کے کھاؤ ذرا کھانڑاں شانڑاں
تسی ماہیے گاسو ، دعا کرسی تائی
حلیمہ تُڑی ما حَلاں تک نینھ آئی

(حلیمہ جواب دیندی اے)

سجاول کو تائی دعا دے کے رَوسی
مڑی ما بھی چاچی بس آندی ای ہوسی
چَل آ ریشماں مِل کے منہدی بنڑاواں
صندوقاسی میں گھڈ کے سُرمہ کہن آواں

(کولو سجاول دی ماسی بولدی اے)

ایہہ چاندی دا کنٹھے تے سونے دے گوکے
ایہہ نَتھلی سجاول دا اپڑاں ای شوق اے

پَڑ یباں تے سونے داپانڑیں چڑھے دے

تے سونے دی گانی بہ مُوتی جَڑے دے

ایہہ ہار اے دو لڑیا ، ایہہ مَتّھے دا ٹیکا

ایہہ چوڑی بنڑالی اے مامے رفیقا

اُدھر دیکھو سارے بَرانڈے بہ داج اے

کوئی کجھ بھی آکھے ایہہ پیہڑا رواج اے

(سجاول دی ماتائی کو نال کہن کے آندی اے تے

کڑیاں کو آکھدی اے)

ممُبتی☆ دی لوئی تے گوشت نہ گالو

جُلو اپڑیں اپڑیں کمَاں کو سَمالو

بَنیرے تے جُل کے کوئی بتّی بالے

کوئی پہلے جندکاں کو رُٹّی کھوالے

شُہالے دے کہر سی رَوا ہونڑ آسی

پتہ نینھ مڑے نال کے لَیکھا لاسی

(اُدھر منشی ضیاالدین، حسن گل کو آکھدے)

حسن گل دعاواں تکو دل ایہہ دیندے

تڑا کہار جنت دے راہ بچ جی پیندے

☆ موم بتی

خدا جانڑدے اَج نصیب اپڑاں کُھلسی
اِسی راہ سی راتی رَوَا ہو کے جُلسِی
حلیمہ بھی ہوسی روا نال سنگیا
بَنیرے تے اَج دل مِڑا بال سنگیا
حیاتی سی اَج اپڑیں ٹل کے میں دیکھاں
اِسی لوئی بچ اُس کو کھل کے میں دیکھاں
جے موقع ملے تے کراں کوئی گل بھی
مکو تے نینھ آندا کوئی ہور چھل بھی
(حسن گل جواب دیندے)
اَنیھرے بہ تو تیر اپڑاں چلا کے
مقدر کو اَج دیخ کہن آزما کے
مُکو دیخ یاراں دے غم دا شکار آں
مڑا کے اے منشی میں یاراں دا یار آں
روا جلڑاں تک میں اَنیھرے کو ٹالاں
تو بیہہ میں بَنیرے تے بِتّی تے بالاں

مڑدی اے۔ منشی
(روا امداد خاں دے کہرو ہو کے مڑدی اے۔ منشی
ضیا، حسن گل دی بیٹھک بچ بیٹھے داشہ گندل دا انتظار
کردے تے نال کھڑکی سی باہر بھی دیکھدے۔ روا
حسن گل دے کہرا اگو ہو کے کھوئی والے پاسے مڑ
جلدی اے۔ کجھ ای سیتی بعد منشی کو شہ گندل دی آواز
آندی اے۔ شہ گندل دی آواز سنڑ کے اوہ بوہا
کھولدے، سامڑیں شہ گندل تے حلیمہ دونڑیاں
ہوندئین۔ شہ گندل اس کو ویکھ کے حلیمہ کو آکھدی اے)

کُروٹھاں دے نال ایہجا منتّھا نہ پہرناں
ایہہ منشی ضیا اے سلام اس کو کرناں

(حلیمہ ڈُبی ڈُبی دی آواز بچ منشی ضیا کو سلام کردی
اے۔ شہ گندل فر بولدی اے)

محبّت ایہہ منشی تُرڑے نال کردے
تڑے ناں تے جیندے، تڑے ناں تے مردے
مَرہم دُکھدی جائی تے لانڑاں ثواب اے
مسافر کو راہ تے بھی باہنڑاں ثواب اے

مسافر بھی ایہجا جیہڑا پیار کردے
ورے ایہہ حلیمہ ترُے کولو ڈردے
محبّت ہک اَگ والی سَر اے حلیمہ
محبّت دا ڈر ای تے ڈر اے حلیمہ
تہڑَ کدے ترڑا دل بھی منشی دے ناں تے
بَرَف پئی دے اے فر ایہہ تہجی دلاں تے
ایہہ قصّہ رُکے دے ترڑی پہلی ہاں تک
تُو گل سنڑ تے گل کر، میں جلدی آں باں تک

(شہ گندل ایہہ آخ کے اگاں ٹُر جلدی اے۔ حلیمہ دا دل آخدے کہ اوہ شہ گندل کو آواز دیوے ورے لفظ اسدے منہ سی نکلدے ای نیئنھ۔ اسدے متھے تے پھر سَے چمکدے تے انہاں دواں دے دلاں دی تہڑ کنادی آواز سارے بنڑاں نچ گونجدی اے۔ چاراں پاسے چپ دی چادر پئی دی ہوندی اے۔ کوئی کجھ بھی نیئنھ بولدا۔ فر حلیمہ آخدی اے)

جُلاں میں، صُبَح فر بیاہ تے میں آنڑیں
شہ گندل تکو تے خدا ای سیانڑیں

لَونّی اَگھلّی مکو چھوڑ گئی اے

خدا جانڑدے کی اَگے دوڑ گئی اے

(ایہہ آخ کے حلیمہ بھی ٹُر جلدی اے۔ منشی دی سمجھ نچ نینھ آندا کہ اوہ کِے آخے۔ دس باراں قدم اگے جل کے حلیمہ کھل جلدی اے، مڑ کے منشی دُر دیخدی اے تے فر ٹُر جلدی اے۔ منشی اُٹھی جائی تے بہہ جلدے، اس نچ ساہ ای نینھ ہوندا۔ اوہ آپڑیں دل نچ آخدے)

شہ گندل آپڑی مہربانی اے ساری

کہ میں اَج سمندر تے ماری اُڈاری

ایہہ ٹھیک اے مُہنوؤں کوئی گل میں نینھ کیتی

حلیمہ کو میں دیخیئے چپ چپیتی

حلیمہ مڑے کول کھلتی تے رہئی اے

مڑے کولو پُچھ کے کہرا کو اوہ گئی اے

نظر نال سینے بہ سَل کی اوہ کردی

محبّت نہ ہوندی تے گل کی اوہ کردی

حلیمہ دا اوہ دیخڑاں دیخیئے میں

تے ہونڑا اپڑیں بارے بہ ایہہ سوچے میں

حلیمہ دے جلدے چلھارے تے جیساں
اُسی ہک نظر دے سہارے تے جیساں

(دو چار دہاڑے اسی طراں لنگ جلدئین۔ حلیمہ تے منشی آپڑیں آپڑیں جائی محبّت دی اُگ بچ سڑ دئین۔ دونڑیاں دا دل مِلڑاں کو کردے ورے دونڑیاں کو ملڑاں دا کوئی راہ نینھ تھہاندا۔ ہک دہاڑے نماشاں دے ویلے حلیمہ، شہ گندل کول جل پہچدی اے تے آخدی اے)

جڑی شے ضرورت اے اوہ شے نینھ تھہاندی
شہ گندل مکو راتی نیندر نینھ آندی
تلائی تے گنڈے، سَرھانڑیں بچ اُگ اے
ورے سِر تے چیڑانینھ، لالے دی پگ اے
کراں تے کراں کے سمجھ بچ نینھ آندا
انیہرا گُلگھ اے، مکو راہ نینھ تھہاندا

(شہ گندل ہسدی اے تے جواب دیندی اے)

انار ہو گئیں تُو، دَڑُنے دا بت اے
تڑے تے ٹھنڈکیاں مَنڈکیاں دی رُت اے

محبت دی مِٹّی بہ جمدی ایں اَج تُو
غماں دی خوشی نال گمدی ایں اَج تُو
تڑے تے خدا کیہی نعمت اے ہیہی
تڑے منہ تے ایہہ کالیائیں اے کیہی
حلیمہ اِدھر دیخ ، گن لا گنیوے
صلاح سنڑ مڑی تُو ذرا بہہ کے نیڑے

(شہ گندل دی صلاح دے مطابق اگلے دہاڑے چاشکا دے ویلے حلیمہ اپڑیں ماؤ کو آخدی اے)

جُلاں باں تے ڈنگراں کو پانڑیں پیالاں
مڑاں تے فر ایہہ سارے پہانڈے گھنگالاں
چُلھنگے بہ نال آنڑاں کہاہ تھوڑا گپ کے
زلیخاں تُو رہ بسترے سارے ٹھپ کے

(اُدھر شہ گندل، حسن گل دے ہتھ منشی کو ایہہ سنیہا پیہجدی اے کہ اوہ چاشکا ویلے باں تے آوے۔ منشی اپڑاں کم کاج سٹ کے باں تے آجلدے۔ تھوڑی سیتی بعد حلیمہ بھی ڈنگراں کو پانڑیں پیالڑاں دے

بہانے آپہچدی اے۔ شہ گندل، حلیمہ دے ڈنگراں کو پانڑیں پیالدی اے تے فر حلیمہ اَسدے کہاہ گپدی اے۔ حلیمہ تے منشی پرانڑیں کھنڈر بچ ہک بوٹے تلے بہہ جلدئین۔ منشی آخدے)

ایہہ ہک ہک دہاڑا جیاں سال لنگیئے
تکو میں خدا کولو رو رو کے منگیئے
نہ کھانڑاں دا ہوش اے نہ پینڑاں دا ہوش اے
دلا بچ نہ اوہ ولولے نہ اوہ جوش اے
حلیمہ مکو بس تڑا ای خیال اے
میں کُجھ ہور سوچاں مِڑی کے مجال اے
حَراما دی شے میں پَچّی اے نہ پَچساں
مِڑے کول جے کجھ اے پیراں بہ رہنساں
مڑے سِر تے دیخ اپڑیں زلفاں دی چھاں کر
مڑے ہتھ بہ ہتھ دیہہ، تُو ہک واری ہاں کر
(حلیمہ جواب دیندی اے)
تڑے نال جیواں ، مراں ایہہ دعا اے
مڑے دِل دا محرم بھی بس ہک خدا اے

تڑے دل سی بھی کوئی ہو کے نینھ لنگیا

خدا کولو کجھ ہور میں بھی نینھ منگیا

کسی سنڑ مڑا اس طراں راہ نینھ مَلیا

دلا بچ محبّت دا روگ ای نینھ پَلیا

خیالاں دا جالا نینھ بُنڑیا کدے میں

محبّت دا ناں ای نینھ سُنڑیا کدے میں

ورے ہونڑ راتی دہاڑی ایہہ حال اے

کہ کافر دلا بچ تڑا ای خیال اے

(منشی خوشی نال حلیمہ دا ہتھ اپڑیں ہتھ بچ

کہندے تے آخدے)

پُرانڑاں گھنڈر نینھ مَحَل اے حلیمہ

ایہہ جا ہونڑ جنّت سی بَل اے حلیمہ

کسی کو پتہ نینھ حلیمہ گراں بچ

اسی دونڑیں بیٹھے آں طوبیٰ دی چھاں بچ

کھنڈر دی ایہہ گند اے اساں دی سواری

چل آ دونڑیں ماراں ہوا بچ اُڈاری

اوہ جا تخت اے جس جائی بہوے حلیمہ
ہمیشہ مڑے دل بہ رہوے حلیمہ
ایہہ سارا جہان اس جوانی توں صدقے
کراں میں تکو پیار پہلے سی بدھ کے

(منشی ایہہ آکھ کے حلیمہ دے ہتھا تے پیار کردے۔
حلیمہ پہلیاں منشی کو تے فر آپڑیں ہتھا کو دیکھدی اے
تے فر آپڑیں ہتھا تے اسی جائی جتھے منشی پیار کیتا
آہسا، آپڑیں ہونٹ رکھ چھڑدی اے۔ شہ گندل دی آواز
سنڑ کے دونڑیاں کو ہوش آندے، حلیمہ آکھدی اے)

مڑے سِر تے آئی بلا ٹالدی اے
جُلاں میں شہ گندل مکو پہالدی اے
رہئی زندگانی تے گل بات ہوسی
اِسی جائی گل فِر ملاقات ہوسی

(حلیمہ ڈنگراں کو پانڑیں پیالڑاں دے بہانے روزانہ
باں تے آندی اے تے منشی کو ملدی اے۔ ہک
دہاڑے منشی اس کو آکھدے)

خدا جانڑدے ہو کے بے تاب جُلڑیں
حلیمہ مکو ہونڑ پنجاب جُلڑیں
مہینہ تے لگ جُلسی گُم ای کجھ ایجے
ورے دل اے ٹوٹے تے زخمی کلیجے
تکو یاد کرساں میں اَٹھ پہر حلیمہ
مکو راس آنڑاں نینھ اوہ شہر حلیمہ
وچھوڑے دا اِک پَل بھی ہوندا عذاب اے
تُڑا بنڑ کے جینڑاں مڑا سچا خواب اے
تڑی نوکری سی ایہہ دل ای نینھ پہردا
کوئی ہور کم ہونڑ ٹِک کے نینھ کردا
تُو خوش رہویں تاں میں ایہہ تاوان پَہر داں
میں ایہہ نوکری بھی تڑے کیتے گرداں
(حلیمہ جواب دیندی اے)
کسی آخئیے سچ ، محبّت ہے خواری
تے پردیسیاں نال لاؤ نہ یاری
کسی جائی مشرق تے مغرب نینھ ملدے
ڑرے پانڑیاں تے کدے پُھل نینھ کھلدے

بزرگاں دی ہر گل ای حکمت دی گل اے
مڑی پیہڑی قسمت بہ آئے دا وَل اے

(منشی آخدے)

قسم اے خدا دی غلط سوچدی ایں
میں حیران آں اَج تُو ایہہ کیہ آخدی ایں
کدے بھی نہ تھوکھا تڑے نال کرساں
تڑے نال جیساں، تڑے نال مرساں
تکودے کے دیکھے دا ہر خواب، جُلداں
کوئی میں خوشی نال پنجاب جُلداں
تُو ایہہ خواب رَکھسیں امانت سمجھ کے
تکو تے حلاں دیکھیا ای نینھ رَج کے

(حلیمہ آخدی اے)

نہ دِیوَا، نہ باتی، نہ گُل اے حلیمہ
رومالا تے تھاگے دا پُھل اے حلیمہ
قَضائیو تڑے راہ بچ آ کھلتیاں میں
ہر ہک ساہ کو کر کے قضا کھلتیاں میں

محبّت دے سجدے دا کیہجا ثواب اے

مڑا اس طراں ہونڑ جیہنڑاں عذاب اے

(حلیمہ دیاں اکھیاں وچ آتھرو ویکھ کے منشی آخدے)

تڑے تے میں ایہہ زندگی چھوڑ دینداں

نینھ پُھجدی تے ایہہ نوکری چھوڑ دینداں

ہر ہک راہ دی قسمت بہ موڑ اے حلیمہ

جے سِر ہووے ٹُپیاں دی تھوڑ اے حلیمہ

خدا اے تے اس گل دا کِیہ غم حلیمہ

اِتھی لوڑ کِہنساں کوئی کم حلیمہ

(حلیمہ جواب دیندی اے)

کسی ہور جائی تُو دل تے نہ لاسِیں

قسم کھا کے دَس تُو کدوں مُڑ کے آسِیں

(منشی آخدے)

قسم اے خدا دی مہینے دی گل اے

تُو جیویں مِڑا مُڑ کے آنڑاں اَٹل اے

وچھوڑے سی سچّی محبّت نینھ ڈردی

مڑے دل تے ہتھ رکھ کے بِدیا نہ کردی؟

(حلیمہ آپڑاں ہتھ منشی دے دلا تے رہندی اے تے منشی اپڑاں ہتھ اُسدے ہتھ اُتے رخدے۔ اُتو نسا پیاں غلاما آجلدے۔ منشی تے حلیمہ کو اس حال بچ دیخ کے اسدے مُہنواں سی ہِک عجیب جئی آواز نکلدی اے۔ منشی تے حلیمہ دونڑیں اس کو دیخ کے سِراسی کہن کے پیراں تک گم جُلدئین۔ غلاما اُتھو اس طراں نسدے جیاں اس جن بھوت دیخ کِدے ہوون۔ اوہ سدھا کالے دی ہٹی تے آندے تے اُس کو آخدے)

زمانہ خراب آنڑاں والے پرہاوا
بنڑاں تے عذاب آنڑاں والے پرہاوا

(کالا ٹھاہ ٹھاہ کر کے ہسدے تے آخدے)

زمانے کو تُو آخدیں ایہہ خراب اے
تُرے کولو بدھ کے بھی کوئی عذاب اے

(غلاما آخدے)

تُو ناں دا ای کالا نہ اندروں بھی کالیں
تکو تاں منّاں میں تُو گل سنڑ کے ٹالیں

سکندر اَساں ساریاں دا پَڑہا اے
ورے اُسدی تھی تے بڑی بے حیا اے
(غلامے دی گل سنڑ کے کالے کو غصہ آجلدے۔
اوہ آخدے)
تُو پَہنگ پی کے آئییں مکّو تے ایہہ لگدے
تڑے پیہڑے منہ سی ایہہ کِے زہر بگدے
زبان ایڑیں دَنداں دے پِچھّے ای ڈَک کہن
کدے ایڑیں منہ سی ہچھی گل بھی بَک کہن
(غلاما آخدے)
مڑے تے تڑا سارا غصہ بجا اے
ایہہ غصے دا موقع نینھ، رونڑاں دی جا اے
کُفر دِکھئیے اَج بنڑاں بچ میں ہوندا
مڑے نال مل کے تُو اَج کی نہ روندا
سُنڑادے اوہ کالے کو ساری کہانڑیں
تے کالے دی اکھیاں بچ آجُلدے پانڑیں
غلاما فِر ایہہ آخدے دیخ جنڑیاں
کدَے بھی میں اَگّی تے تَمبُو نینھ تنڑیاں

جہڑی گل نہ ہووے میں اوہ گل نہ کردا
کسی تے کدے بھی میں تہمت نہ تھردا
چلاندا نہ گوڑا دے نال اپڑاں گم میں
سپارے تے ہتھ رکھ کے کھانداں قسم میں

ضیا ہونڑ چاسی نواں کوئی چالا
بنڑاں بچ نینھ کیتا کسی سنڑ اُدھالا
ایہہ گل سُنڑ کے کالا بڑا خوار ہوندے
وَرَے کجھ بھی کرڑاں سی لاچار ہوندے

کسی گھری سوچا بہ پے جُلدے کالا
دُکھا نال پے جلدے اکھیاں بہ جالا
غلامے دے نال ہونڑ گل کے اوہ باہندا
دہاڑی بھی اُس کو نظر کجھ نینھ آندا

(غلاما اُس کو اِسی حال بچ چھوڑ کے ساوے کمہارا دے
آوے تے اُس کول جُل پہچدے تے اُس نال بھی
ایہی گل کردے)

۵

ضیا کو تے پنجاب جُلڑاں ای آہسا
ورے کہن گیا نال خوشیاں تے ہاسا
محبّت سُنڑ اپڑیں پرائے پُلہائے
حلیمہ تے اتھے دہاڑے بھی آئے
دہاڑے اوہ لمیاں جدائیاں دے توبہ
اُتو تبصرے اوہ گرائیاں دے توبہ
غماں سی نکلڑاں دا راہ ای نہ آہسا
حلیمہ بچاری بہ ساہ ای نہ آہسا
کلیجہ جدوں ہو گیا سَڑ کے چھائی
دلا تے اوہ ہتھ رنج کے نکلّے تے آئی
بڑی روئی نکلّے تے آ کے حلیمہ
فر ایہہ آکھیا قینچی گا کے حلیمہ

قینچی

لگی قینچی دِل دی تے دِل ڈاہڈا تنگ اے
چل اُٹھ آوے منشی ! خدا اسدا سنگ اے
لگی قینچی دِل دی
چل اُٹھ آوے منشی ! بلائیاں دا کے اے
گلاں بدھ کے کرسن گرائیاں دا کے اے
لگی قینچی دِل دی
ذرا بھی تراہ نینھ پکڑدا مڑا دِل
اِسی ویلے ، اِس جائی منشی مکو مِل
لگی قینچی دِل دی
مکو بارہ مولے کو گھڑ نال اپڑیں
تڑی بانہہ تے کھولاں میں ایہہ بال اپڑیں
لگی قینچی دِل دی

چل اُٹھ مِل کے نکلے تے ٹھارا بنڑاواں
تکو نکّی لوئی دا تارہ بنڑاواں
لگی قینچی دِل دی

چڑھاں دُکھ دی سولی ، کراں تہاڑا لوٹی
تڑا ای کہناں ناں مڑی بوٹی بوٹی
لگی قینچی دِل دی

لگی قینچی دل دی تے دل ڈاہڈا تنگ اے
چل اُٹھ آ وے منشی ! خدا اسدا سنگ اے
(حلیمہ دی حالت بگڑدی ای جلدی اے۔ ہِک دہاڑے اسدی ما اپڑیں خَصما سکندر کو آخدی اے)
تکو کُجھ پتے کے حلیمہ دا حال اے
حکیما کو دَسدیں ؟ تڑا کے خیال اے؟
اِتھی نیڑے تَرلے گراں بچ حکیم اے
میں سنڑئیے ، حکیما دا ناں مستقیم اے
مَرَض کے اے نَبضَا تے ہتھ رہج کے دَسدے
پُڑی اتھیجی دیندے ، مرض آپ نَسدے

دوائی بھی کولو بنڑا کے اوہ دیندے
مریض آپڑیں نیندری آپ سیندے
مڑی گل تے گن رہج ، تُو ٹہل مٹھ کی کردیں
کِھڑا کوئی جائی سی ہلدیں تے مَردیں

(سکندر آخدے)

تڑی گل شطانا دی آندر اے بُڈھیے
تڑے نال بھی کوئی باندر اے بڈھیے
مُکا گل ، جلاں میں حلیمہ کو کہن کے
تُو بہہ اپڑیں لُمّی سکیما کو ہاکہن کے
مکو دیہہ مڑی بیت ، تُوئی بھی کہن آ
پَھلور اپڑیں گتّھی تے شیشی بھی کہن آ

(حلیمہ دی ما آخدی اے)

کھڑا تُد خزانہ مڑے کول رہخیئے
کدے کجھ بھی رہخیئے تے فر بول ، رہخیئے
مڑی ہر گلا کو تُو گپ کی سمجھدیں
مکو تُو خزانے دا سَپ کی سمجھدیں

تڑے کول ڈوگی اے ، پیسے ، گراں اے
مڑے کول کے اے ، خدا دا ای ناں اے
(حلیمہ دی ماڑ اپڑیں گتھی سی کجھ پیسے کہڈ کے سکندر کو
دیندی اے تے آخدی اے)
تُو پِچھّے دا پہانڈیں ، نہ سِر اے نہ پَیندے
تکو اوکھا وَیلا کدوں یاد رہندے
مڑے سِر دا صدقہ ای ہر ویلے کھاندیں
پتہ نیئں تُو پیسہ کِھڑی جائی لاندیں
(سکندر اپڑیں تریمتی کولو پیسے کہندے ے تے حلیمہ کو نال
کہن کے حکیما کول جلدے۔ حکیم حلیمہ کو دیکھدے،
دوائی دیندے تے آخدے)
صبح شام دَو ٹَیم کِھن کے مَلائی
بلا ناغہ کھانڑیں اے ہفتہ دوائی
دوائی اُتو ٹھنڈا پانڑیں نہ پیوے
حلاں کے عمر اے نَماشاں دا دیوے
کبوتر دا گوشت بھی اکسیر ہوندے
مرض نچ شفا دی ایہہ تدبیر ہوندے

صبح دُدھ بہ تھوڑی جئی مانیخ باہوے

تے راتی دے ویلے رَتَن جوگ کھاوے

نہ چَربی دلا تے نہ جُتّے بہ دانڑیں

افاقہ نہ ہووے تے فِر کہنِ کے آنڑیں

رِکھڑی اتھجی آہسی سخلّی حلیمہ

پُڑی ہِک بھی کھادی نہ چَھلّی حلیمہ

مَرَض کوئی ہوندا تے دارو بھی کھاندی

اوہ آپ اپڑیں زخماں تے لُونڑ باہندی

دوائی محبّت دے پھَٹ تے نینھ پَہردی

دِلا دے نَجوڑا کو بَل تے نینھ کردی

کسی کو اوہ حال اپڑاں دَس بھی نینھ ہکدی

خوشی کوئی قسمت سی گھس بھی نینھ ہکدی

فَرَق اُسدی حالت بہ پیندا ذرا نینھ

کوئی اُس کو سَوٹھا بھی دیندا ذرا نینھ

سکندر سی ہوندا نینھ کُجھ ہور چارہ

حکیما کو گھڑ گھڑ کے دَسدے بچارا

گزردی اے اتھجی گُڑی تے قیامت
نینھ دیخ ہکدی ما بھی حلیمہ دی حالت
اوہ خوابا بچ ہِک راتی کے تاڑدی اے
حلیمہ توَیذاں دی گھنڈ ساڑدی اے
نمازا دے ویلے جدوں جاگدی اے
سکندر کو جُل کے اوہ ایہہ آخدی اے
حلیمہ تے سُک سُک کے ہو گئی اے تِیلا
کسی ویلے رنگ اسدا پے جلدے پِیلا
مُکو ڈر اے ایہہ گُمّی کَے ای نہ ہووے
گُڑی نال باہرا دی شے ای نہ ہووے
جھڑی جائی بَلدی اے اَگ ، میں اوہ جا آں
میں ہِک سیت راتی نہ سیندی ، میں ما آں
تُڑا کے اے ہر ویلے چلماں تو چھکدیں
جدوں گھنگ نینھ ٹِکدی ، تُوتاں جُل کے ٹِکدیں
دہاڑی گُرے ٹِک کے بھنڑاں نہ دیندا
مُکو ساری راتی تُو سینڑاں نہ دیندا

تُو راتی بھی اُٹھ اُٹھ کے بھندیں بلائیے
تُو گھنگدیں تے گھگندا ای رہندیں بلائیے
چَل اُٹھ پیہج لعنت دوا دی پُڑی تے
کُجھ آندے تے جُل پڑھ کے پُھوک اِس گُڑی تے
حکیما سِی کُجھ بھی گُڑی دا نہ بنڑیاں
مَلانڑیں سِی جُل کے توَیذ آنڑ جنڑیاں
(اَگو سکندر جواب دیندے)
گنہاڑے گلاںٗ دا پُنڈ کرہ لدے دے
تُد ہر ویلے سِر تے گساوٗہ بَدھے دے
دِہاڑی تُو گم کاج کجھ بھی نہ کردِی
تُو بُڈھیئے خدا سِی ذرا بھی نہ ڈردِی
جسُوسی دا کھولے دا تُد ہِک سکول اے
تڑے نال گل کرڑاں بھی بے فضول اے
تُو بولیں تے کوئی بھی چُوں چاں نینھ کردا
بَنیرے تے فِر کاگ کاں کاں نینھ کردا
بنڑاں بیچ ہوا نالو پھیلی دئییں تُو
گراں بیچ وبا نالو پھیلی دئییں تُو

گُڑک کُکڑی نالو تُو گُڑ گُڑ ای کریسیں
خدا کولو ڈَر ، تُو کدے بھی نہ مریسیں؟
تُڑے شَر سی بَچیا نینھ کوئی گراں نچ
تُو ہونڑ اپڑیں کھوتی کو ہَن جُل کے چھاں نچ
(ادھر حلیمہ تے شہ گندل دونڑیاں بیٹھی دیئن، شہ
گندل آخدی اے)
دلا کو مرض کیہی لائی دی اے تُد
حلیمہ کے حالت بنڑائی دی اے تُد
غمَاں دے پہاڑا پچھے لُک ای جُلسیں
سَمال اپڑیں دل کو، گُرے مُک ای جلسیں
گلے باہ کدی تُد مصیبت حلیمہ
کوئی شے نینھ ہوندی محبّت حلیمہ
محبّت مصیبت ، محبّت بلا اے
محبّت اے ہِک پُھل ، محبّت سزا اے
محبّت جوانی دا پہلا قصور اے
محبّت لوَنیاں دے دل دا فتور اے

محبّت تے کُجھ نینھ ، دِہاڑی دا خواب اے
محبّت دی پینگا دا لُہارا عذاب اے
ایہہ چَھلّے کسی سنڑ بھی نینھ دیئے ہسدے
محبّت دے اجڑے کدے بھی نینھ بسدے
محبّت ای گنگلے کئی خان کیتے
محبّت ای گھر کتنے ویران کیتے
محبّت ای پٹّے جَڑوں اُچّے بُوٹے
مجال اے جے ژوگی کدے اکھ بھی نُوٹے
نہ کر اعتبار اس محبّت دا کُڑیئے
گلا گُھپ کے رہئے اس مصیبت دا گُڑیئے
(حلیمہ دُور اَگے خلا بچ خالی خالی نظراں نال
دیخدی اے تے آخدی اے)
محبّت مُصلّے دی بَرفا دِی لَو اے
شہ گندل ! محبّت نہ ہاڑ اے نہ پوہ اے
محبّت خوبانی دے بُوٹے دا پھل اے
محبّت کسی لُگّی بانڈی دا ٹُل اے

محبّت کسی اُچّی ماہلی دا راہ اے
محبّت ترَیڑا بہ نَہاتے دا کھاہ اے
محبّت اے راہ والی گُھوئی دا پانڑیں
محبّت اے سَریاں دے تَیلا دی گھانڑیں
محبّت جیاں رُت اے جُلدی خزاں دی
محبّت جیاں چَانڑیں شَوگراں دی
محبّت چڑھے دے سیالے دی تُھپ اے
محبّت نہ ہووے تے پھِر ہنیرا گُھپ اے
محبّت اکھوڑی دے بُوٹے دی چھاں اے
محبّت اے کہار اپڑاں ، اپڑاں گراں اے
محبّت فقیراں دے دل دی دعا اے
خدا اے محبّت ، محبّت خدا اے

(ادھِر حلیمہ منشی دی جدائی بچ دہاڑی راتی تڑپدی اے تے اُدھر گراں بچ منشی دے خلاف ہک اَگ جئی لگی دی ہوندی۔ بنڑاں دے کُجھ لوک منشی دی حلیمہ نال محبّت کو گراں دی عزت دے خلاف ہک

سازش سمجھدئین تے طراں طراں دیاں گلاں کردئین۔
اسی دوران بچ منشی پنجاب سی مڑ آندے۔ اوہ حلیمہ
اسدے مُچ سارے تحفے تحائف کہن کے آندے
تے نال ای حسن گل اُسدے بھی کپڑیاں دا جوڑا
آنڑدے ورے حسن گل دیاں گلاں سنڑ کے اوہ
پریشان ہو جلدے۔ اپڑیں ڈیرے تے آ کے اوہ
خدا نال گلاں کردے تے آخدے)

گراں سارا منشی دا بیری اے ربّا
ایہہ منشی تے مِٹّی دی ٹیہری اے ربّا
کوئی اپڑاں دِسدا نینھ سارے گراں بچ
مکو دَس کہ بیہواں میں ہنڑ کسدی چھاں بچ
حلیمہ دا غم مار چُھڑسی خدایا
پکھیرُو آں میں ، ایہہ گراں اے پرایا
ایہہ زِمّی پرائی ، ہوا اے پرائی
اُتو لوکاں دوزخ دی اَگ اے پہخائی
مسافر دی لَج رہخ تُو لَج پال ایں ربّا
حلیمہ تے لائیں نہ تُو داغ دھبّا

(اسی راتی مُصلّے تے سیالے دی پہلی برف پیندی
اے۔ موسم خاصا ٹھنڈا ہو جلدے۔ منشی اپڑیں خدا نال
گلاں کردا کردا سے جلدے۔ راتی دا کوئی ٹیم اے۔
بوہے تے کوئی نِکّا نکّا ٹھک ٹھک کردے۔ منشی جاگ
جلدے، بُوہا کھولدے تے سامڑیں حلیمہ ہوندی
اے۔ اوہ سوچدے میں کوئی خواب دیکھدا اں۔ حلیمہ
اس کو آکھدی اے)

برف پے گئی اے اَج مُصلّے تے منشی
چُھری پے حلیمہ دے گلے تے منشی
بڑا سخت سی اے تے ٹھنڈی ہوا اے
مڑے کول کُجھ نینھ بس اپڑیں وفا اے
وچھوڑے دی اَگ بِچ سڑی آں مہینہ
تندور ہو گئیے دیخ سڑ کے ایہہ سینہ
مخالف اساں دونڑیاں دا گراں اے
مڑے سِر تے اپڑیں محبّت دی چھاں اے
نہ سِر کوئی کِھنسی نہ ساہ کوئی گھڈسی
تُو دیکھیں خدا آپ راہ کوئی گھڈسی

نہ ڈرڑاں دی لوڑ اے ، نہ چھکڑاں دی لوڑ اے
ایہہ اَگ کے گراایاں کو پھکڑاں دی لوڑ اے
(حلیمہ ٹھنڈا نال گمدی اے، منشی اس کوا پڑیں گھٹا تے
بٹھیال کے اس تے لحیف باہندے تے آخدے)
مُکو یاد رہسی ایہہ رات ایہہ دِہاڑا
دِلا بچ ذرا ساہ نینھ ، دُخدے گنہاڑا
غماں دی پُنڈ کری مڑے سِر توں لاہڑی
ایہہ جنت کسی سنڑ نینھ دنیا نہ تاڑی
میں اِس حال بچ کے پتے کل نہ ہوواں
کُرے میں خوشی نال پاگل نہ ہوواں
کلیجے بہ سوئیاں ہوا مار دی اے
ایہہ ٹھنڈ تے مڑی ہڈّیاں ٹھار دی اے
اُتو خوف اے لوکاں دا ، دل نِکّا ہوندے
میں ہتھ بھی کدے لاواں ، گُڑ پھکّا ہوندے
ورے فر کُرے بہہ کے کرساں ایہہ گلاں
میں اَج کی نگمّاں کلیجے کو سَلاں

ایہہ کپڑے ، انگوٹھی ، پراندی تے بالی
ایہہ خوشبو ، ایہہ شیشہ تے ہونٹاں دی لالی
ایہہ منہدی ، ایہہ سرمہ ، ایہہ پنجہ ، ایہہ چھاپاں
تڑے کیتے کہن کے میں پنڈی سی آیاں

(منشی ساریاں چیزاں حلیمہ اَگے رہندے۔اوہ انہاں چیزاں نوں بڑے شوق نال ویکھدی اے تے آکھدی اے)

مڑے کھول مونڈھے تے بال آ کے منشی
تو آپ ای انگوٹھی لوال آ کے منشی
تے ہونٹاں تے لالی بھی لا تھوڑی آ کے
ذرا دیکھ گناں بہ بالی بھی باہ کے

(حلیمہ، منشی نوں اپڑیں کول ٹا کدی اے ۔دونڑیں ہک جائی لگ کے بیٹھ جلدئین۔باہر بیہرا جنگل دیاں بوٹیاں نال ٹکراں ماردے، ٹھنڈی برفیلی ہوا شور کردی اے، ورے اندر دا موسم لسا پیاں بدل جلدے۔)

---☆---

(دیگری دی نماز پڑھ کے مولوی سخاوت، سکندر کو ہک ٹھاۓ، کہن جُلدے تے آخدے)

ایہہ گل کُوڑ ہووے، مڑی ایہہ دعا اے
بنڑاں نِچ چِلی دی ورے ہک ہوا اے
خدا کولو ڈرداں ، خدا کولو ڈرساں
سکندر میں گس گس دا منہ بند کرساں
تُڑی نینھ، حلیمہ مڑی بھی تے تہی اے
ورے پُچھ پے تے سی جُل کے آخدی اے
مِڑی اَڈّھی گل دا تُو پُورا اثر کہن
تُو نیک آدمی ایں، گھرا دی خبر کہن

(مولوی سخاوت ایہہ آخ کے چُپ ہو جلدے، سکندر دا تے دل ای ڈُب جلدے، اوہ کوئی گل ای نینھ کر ہکدا۔ سِر سَٹ کے کہار مڑ آندے، حلیمہ تے ہک نظر باہندے تے اَندرو ٹھے نِچ جُل کے گھٹا تے لمّا ہو جلدے۔ اوہ اَگ جڑی حلاں تک باہر ای لگی دی آہسی ہونڑ اُسدا سیک سکندر تک بھی پُہچدے۔ حلیمہ دی ما اندرو ٹھے نِچ آندی اے تے سکندر کو آخدی اے)

جیاں کوئی عُمراں دا بیمار پئے دیں

ترہنگے بہ ہو کے تُو مَردار پئے دیں

کہرا بچ نینھ بالنڑ ، سیالا سرے تے

مکو دیخ پئے دے کے پالہ سرے تے

کہرا دے نگمیاں گماں نال جنڑیاں

بُڈھی ہو گئیاں میں غماں نال جنڑیاں

کہرا دا تے باہرا دا کم بھی کراں میں

اُتو اپڑیں کُڑیاں دا غم بھی کراں میں

تکو بھی سَمالاں ، گراں بھی رہنخاں میں

مَرے دے بزرگاں داناں بھی رہنخاں میں

کدے سوہنڑی خوای کریں تے میں آخاں

تُو کُگھ پَہنھ کے دَوای کریں تے میں آخاں

(سکندر پہلیاں ای مُچ پریشان ہوندے اُتو تریمتی دیاں
گلاں سنڑ کے اُس کو غصہ بھی آجلدے تے اوہ آخدے)

سَمال اپڑیں کول اپڑیں خوئی دے قصّے

میں اَگ لاواں کر کے ترڑے چار حصے

تریمت تے نہ تُو عذاب ایں خدا دا
تڑے سی کارآمد اے بنّا ای راہ دا
تکو کُجھ پتے کے حلیمہ دا حال اے
گراں والیاں دا کجھ ہور ای خیال اے
حلیمہ نینھ بیمار گل ای کجھ ہور اے
پتہ کرناں جُل کے کہڑی اوہ پشور اے
(سکندر اپڑیں تریمتی کو ساری گل دَسدے ۔ گل سنڑ کے اوہ بھی پریشان ہو جلدی اے تے باہر آکے حلیمہ کو آخدی اے)
کدوں سی گُڑا دی دکان ہو گئیں تُو
حلیمہ میں سُنڑیئے جوان ہو گئیں تُو
گناں دی ایہہ بالی بھی کجھ آخدی اے
تے ہونٹاں دی لالی بھی کجھ آخدی اے
ایہہ کے گل اے، کے قہر چائے دے گُڑیئے
قسم کھا کے دَس کے بنڑائے دے گُڑیئے
(حلیمہ ماؤ دی گل سنڑ کے کُجھ نینھ بولدی تے اسدی ما آخدی اے)

ٹُرا پے اے بیمار ، میں بھی نجوڑ آں
کِہڑی جائی جُل کے میں دُکھاپڑیں چھوڑاں
فرشتہ نینھ اِس ٹھاہئے مَوتُو دا آندا
مڑے تے کوئی آ کے مِٹّی نینھ باہندا
ٹُری ما گنہگار اے ، پُچ تاولی اے
ٹُرا پے حلیمہ خدا دا وَلی اے
کسی دا کدے بھی نینھ دل اُس دُکھایا
گراں بچ کسی دا نینھ حق اُس دَبایا
کدے اُچی گل نینھ مِڑے نال کیتی
عُمَر اُس گزاری اے بہہ کے مَسِیتی
ٹرے تے خوشی دا کدے پھل نہ کِھلسی
تُو دُکھ اُس کو دیسیں ، تکو سُکھ نہ مِلسی
اوہ کے آخے ماؤ کو اُگ کی آں پکھدی
حلیمہ دُکھا نال بول ای نینھ ہگدی
ترَس اُس کو ماؤ دی حالت تے آندے
ورے دل کہانڑیں گُجھ ہورا ای سُنڑادے

اوہ کے دیندی ماؤ کو اڑیں صفائی
محبّت کی پیہنگ آنڑ داکھا تے باہئی
دلا بچ فرہک وہم سراپڑاں چاندے
خیال اُس کو لالے سکندر دا آندے
کہرو باہر لالہ قدم بھی نینھ تہردا
مِڑا پے مڑے نال گل بھی نینھ کردا
گزردی اے اس دے دلا تے پتہ کے
کوئی ہور لیکھا نہ لاوے مِڑا پے
ہکی ٹہائے ماپے تے سارا گراں اے
دوئے ٹہائے پہلی محبّت دی چھاں اے
ضیا نال لوکاں دا پیہڑا سلوک اے
مڑا تے اوہ شہزادہ سیف الملوک اے
پچھاں مُڑ کے جُلڑاں دا راہ نینھ خدایا
مڑے بچ ذرا ہونڑ ساہ نینھ خدایا
کدے روندی اے اپڑیں انگلی کوگپ کے
کدے روندی اے جاضورابہ چھپ کے

(ہک دہاڑے منشی مزوراں کو دَس کے کٹائی دا کم دیکھڑاں اسدے درشی دے بنڑاں کولوا تے مُصلّے تے بنڑے دے بنگلے دُر جلدا رہندے۔ اسی دہاڑے نماشاں کو گراں دے کُجھ نوجوان ننڈے منشی دے ڈیرے تے جُل پہچدئین تے مزوراں کولو منشی دا اتا پتہ پچھدئین۔ مزور سمجھ جلدئین کہ کُجھ گڑبڑ اے۔ اوہ انہاں ننڈیاں کو ٹال چھڑدئین۔ ایہہ ساریاں خبراں زلیخاں تک بھی پہچدئین، اوہ ہک راتی حلیمہ کو آخدی اے)

اساں دونڑیاں دا پرہا کوئی ہوندا
گرایاں دے دل بچ تَراہ کوئی ہوندا
پرہا ای تے پیہنڑاں دی لج پالدے نیں
پرہا ای تے برفا دے چھنج گالدے نیں
گرائیں نہ بدھ بدھ کے کردے ایہہ گلاں
تے نہ اَسدے لالے دی پگ ہوندی تلّاں
کلیجہ نہ ماؤ دا انگار ہوندا
نہ لالہ غریب اِسراں بیمار ہوندا

خدا جانڑیں کے بنڑسی منشی دا پیہنڑیں

کدوں تک اوہ سہسی گرایاں دے مہنڑیں

(حلیمہ کُجھ جواب نینھ دیندی۔ دونڑیاں پیہنڑاں کُجھ سوچدیاں سوچدیاں سے جلدئین۔ صبح حلیمہ، زلیخاں کو آخدی اے کہ راتی میں ہِک بڑا ڈراونا خواب ڈتخیئیے۔ فر اوہ زلیخاں کو اپڑاں خواب سنڑادی اے تے آخدی اے)

مصلّیٰ جیاں غار اے، ٹھیٹھی دیاں میں

مُصلّے دی برفاں تے بیٹھی دیاں میں

اَگا دی پُنڈکری اے سِر تے تُہری دی

کوئی آخدے ایہہ کُڑی اے مَری دی

میں ایہہ سوچدی آں کہ انسان ہوسی

مصلّیٰ کدوں اتنا ویران ہوسی

مڑے پچ تے ساہ نینھ کہ اُٹھ کے میں دیخاں

میں جائی سی اُٹھ ای نہ ہگدی زلیخاں

کوئی آخدے فِر، بَلا ہونڑ آسی

بلا ہونڑ آسی، تُگو آ کے کھاسی

جوان ہک ہرن آ کے بہندے مڑے کول
ورے اوہ بھی کجھ ییت ای رہندے مڑے کول
اُتو دیکھدی آں میں آندے حسن گل
انگاراں دے ہار آ کے باہندے حسن گل
مڑے اَگے سَپ تے پچھے آہسی کھائی
زلیخاں مکو راتی نیندر نینھ آئی

(زلیخاں اس کو دلاسہ دیندی اے ورے دلا نج آپ بھی پریشان ہو جلدی اے۔ اُدھر حلیمہ دا چاچا قلندر، حسن گل دے کہار جلدے تے اس کو آخدا اے)

اَگی دے پساڑے تے لَگّا نہ پہوے
تُو منشی کو آخ ایہہ گراں چھوڑ دیوے
کجھ ہویا تے آپ ای ذمہ دار ہوسی
بنڑاں نچ تے کوئی نہ منشی کو روسی
کی اپڑیں ای قبرا کو لت ماردے اوہ
اَسی آں گرائیں، جنوا باہر دے اوہ

(حسن گل نال ایہہ گلاں کر کے قلندر ہک عرصے بعد سکندر دے کہار آندے تے اپڑیں پرہاؤ کو آخدے)

حلیمہ مڑی تھی اے لالہ سکندر
کدے مار چھاتی مڑے دل دے اندر
میں عزت تُڑی کی نہ کرساں پرہاوا
تڑے گھر دی عزت تے مرساں پرہاوا
میں اِس ماملے وِچ کدے چُپ نہ رہساں
ہر ہک چنگی مندی کومل کے ای سہساں
ہتھیلی تے سِر رکھ کے میں باہر آیاں
میں سب کجھ بھُلا کے تڑے کہار آیاں
(سکندر اپڑیں پرہاؤ کو گلے نال لاندے تے آخدے)
دِلا وِچ مڑے پے گئیے ایہجا کھڑکا
سِرا تے نہ رہندا میں ہونڑ اپڑاں پڑکا
(قلندر اس کو دلاسہ دیندے۔ دونڑیں بہہ کے دنیا جہان دیاں گلاں کر دیین۔ اُدھر حسن گل تھوڑے سنجیدہ تے تھوڑے گپ شپ دے انداز وِچ منشی کو آخدے)
کھڑا کوئی دنیا بہ کُڑیاں دا کال اے
بنڑاں سی نکل جُل مڑا ایہہ خیال اے

اِتھے ہونڑ رہنڑاں نینھ خطرے سی خالی
تڑے کیتے ٹھونڈاں کوئی ہور ماہلی

(حسن گل گلاں گلاں بچ منشی کو سمجھا چھڑدے کہ بنڑاں بچ رہنڑاں اس اسدے ہونڑ اوکھا ہوسی۔ حسن گل بھی اسی گپ شپ دے انداز بچ جواب دیندے)

مڑا سِر ای کہنسن ایہہ ظالم حسن گل
بنڑاں ساں میں دریا تے فر بھی ورے پُل
مڑے تَن تے رہوے نہ بے شک ایہہ پلّا
بنڑاں تی میں جلڑاں نینھ مڑکے اکھلا

(حسن گل گلاں گلاں بچ منشی کو آنڑاں والے خطرے دے بارے بچ دَسدے تے مشورہ دیندے کہ اس مالمے بچ ٹہل مَٹھ نہ کرے تے بنڑاں کو چھوڑ دیوے۔ دوئے دہاڑے صبح صبح حسن گل کو ایہہ خبر پہچدی اے کہ فَوری کسی سنڑ منشی تے حملہ کر چھڑئیے۔ اوہ فوراً منشی دے ڈیرے تے پہچدے تے دیکھدے کہ منشی سرا تے پٹیاں بدھی دئین۔ اوہ منشی کولو سارا مالمہ پچھدے تے منشی آخدے)

رُزانہ سویلے میں اُٹھداں حسن گل
نماز اپڑیں ڈیرے تے پڑھداں حسن گل
کٹائی دا کم دیکھداں پہلے جُل کے
ورے اَج میں جُل پچھیاں باں تے پُہل کے
اچانک ای سَوٹا مڑے سِر تے لگیا
بڑا درد ہویا ، بڑا خون بگیا
ترے چار نَنڈے مڑے اُتے پے گئے
انیہرے بہ سنگیا مکو مار دے گئے
بچایا مکو مولوی صاب آ کے
نہ آندے تے تُو آنڑدا لاش چا کے
(حسن گل آخدے)

سرا دا ای پھٹ اے ، کدے مول جلسی
کوئی آ کے جُثّہ تڑا کھول جلسی
مڑی من تے چھوڑ ایہہ گراں ہونڑ منشی
بچَاسی رُزانہ تکو کونڑ منشی

(حسن گل تے منشی دیاں گلاں سنڑ کے فرم دے دو چار منشی دے قریبی جنڑے بھی آجلدئین تے حسن گل کو آخدئین کہ کسی طراں منشی کو گراں چھوڑ نا تے راضی کراں۔ ماملہ ہونڑ بگڑ دا ای جلدے۔ اُدھر ایہہ خبر سارے بنڑاں نچ جنگل دی اَگ دی طراں پھیل جلدی اے۔ حلیمہ ایہہ خبر سنڑ کے پرانڑیں کھنڈر نچ اسی جائی تے جُل بیٹھدی اے جتھے اوہ تے منشی اکٹھّے بیٹھدے ہوندے آہسے تے بڑے دکھ نال قینچی گاندی اے۔)
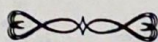
قینچی

لگی قینچی دِل دِی تے دِل ڈاڈھا تنگ اے
بنڑاں بچ چلی دی وچھوڑے دی چھنگ اے
لگی قینچی دل دی

کسی ہور جائی جوان ہویا منشی
بنڑاں بچ لہو تے لہان ہویا منشی
لگی قینچی دل دی

حسن گل ای پچھے کہ منشی دے نال اے
حلیمہ تکو منشی پھٹ کے دساوے
لگی قینچی دل دی

ڈِلا کو چُھری نال ڈَنگے لوالے
میں منشی کو کیتا خدا دے حوالے
لگی قینچی دل دی

کسی دا گلہ کے میں کرساں خدایا
ڈُکھاں کو میں آپ ای گلے نال لایا
لگی قینچی دل دی

سِرا تے نہ چِیڑا ، نہ بدلاں دی چھاں اے
پہری دے مڑے اتھرواں نال باں اے
لگی قینچی دل دی

☆☆☆

بڑا اِی پریشان آہسا سکندر
دلاسہ ورے کِسراں دیندا قلندر
قلندر دے دل بچ پکھم ڈاہڈا آہسا
پرہاؤ دی عزت دا غم ڈاہڈا آہسا
اُتو مولوی صاب سَچّے سُبھائے
حسن گُل کو نال آپڑیں کھن کے آئے

نہ کوئی مثال اُندی آہسی نہ ریساں

اُنہاں چھیڑی گل فر سُنڑا کے حدیثاں

حسن گُل سُنڑی مولوی صاب دی گل

فر ایہہ آکھیا میں نہ کردا کوئی چھَل

نہ منشی عزیز اے نہ منشی شریک اے

حلیمہ وَرَے راہ نہ دیوے تے ٹھیک اے

(حسن گل دی گل سُنڑ کے قلندر آکھدے)

تُسی دَسّیو پُچھ نہ گرہی حلیمہ

کھروں باہر پیر ہُنڑ نہ تَھرسی حلیمہ

(فر اوہ ہِک فیصلہ کر دئین۔ حلیمہ تے پہرا لگ جلدے کہ اوہ کھر اسی باہر نہ نکلے۔ اگلے دہاڑے حسن گل فر منشی دے ڈیرے تے آندے تے اس کو آکھدے)

حلیمہ دا آندے سنیہا شہ گندل

کھنڑا ہو گئیے ہونڑ موتو دا جنگل

سنیہا مڑا کوئی منشی کو دیوے

کہ اوہ ہونڑ اپڑیں دلا تے نہ رہوے

بنڑاں نِچ ایہہ لوک اس کو جینڑاں نہ دیسن
اوہ پانڑیں بھی منگسی تے پینڑاں نہ دیسن
اِنہاں لوکاں ہونڑ ایہہ صلاح اُے پکائی
کہ منشی کو مارو کسی لگّی جائی
کوئی آخے مُنشی کو لمّا نہ پیوَے
بس اوہ ہونڑ دَرشی دا بنڑ چھوڑ دیوے
ایہہ گل سُنڑ کے مُنشی سُنڑ اوہ منہ بنڑایا
حسن گُل تے اُس کو یقین اِی نہ آیا
اُس ایہہ سوچیا ایہہ کہانڑیں گُجھ ہَور اے
حسن گُل دی اکھیاں بہ پانڑیں گُجھ ہَور اے
نہ سونے ، نہ چاندی ، نہ پیسے تے مرسی
کدے بھی مِڑے نال تھوکھا نہ کرسی
دِلا کیہجی گل سوچدیں تُو پلیتا
حسن گُل تے میں تے کدے شک نینھ کیتا
حسن گُل دی گل سُنڑ کے منشی تڑ پدے
ورے بولدا گُجھ نینھ ، کے آخ ہکدے

دِلا وِچ خیالاں دا جالا اوہ بُندے

تے نال ای ہوا دے اوہ گوشے بھی سُندے

کدے بھی اوہ ایہجا کوئی چھَل نینھ کردی

حلیمہ تے مر کے بھی ایہہ گل نینھ کردی

گڑھی ہور ای پکدی اے کوئی گراں وِچ

ورے بولدے کی حسن گُل دا ناں وِچ

میں جس راہ تے ٹُرداں، گُرے بھی نینھ جُلدا؟

مِڑے تے خُدایا نینھ ایہہ راز کُھلدا

اُس ایہہ سوچیا ہونڑ دیکی دلاسہ

حسن گل ورے کول اُسدے نہ آہسا

اِکھلا اوہ ڈیرے دے پَھارے وِچ آہسا

حسن گل مَروراں دے ٹھارے وِچ آہسا

مَروراں وِچ ہِک اُندا مَیٹ ہوندا آہسا

جنڑاں اوہ بڑا ڈاہڈا ٹیٹ ہوندا آہسا

سَخی آہسا ناں، آخدے آہسے کانڑاں

حسن گل کو لگیا جنڑا ں اوہ سیانڑاں

سخی دی ہک اَکھ آہسی نِکیاں دی کانڑیں
حسن گل دَسی اُس کو ساری کہانڑیں
جنڑاں تے اوہ اُتلی الائی دا آہسا
ورے گم سَخی دا صفائی دا آہسا
سخی سُنڑ نہ اَنگلی پچھے دینھ چھپایا
اُس ایہہ آخیا ایہہ علاقے پرایا
خدائی نینھ انّہی ، مڑی اَکھ اے کانڑیں
میں اپنے وڑے جائی جائی دا پانڑیں
حلیمہ دے نال آنڑ لائی ضیا سُنڑ
رِکہڑی جائی پیہنگ آنڑ باہئی ضیا سُنڑ
اوہ بنڑ چھوڑ دیوے کوئی ایہجا چِھل کر
ضیا نال تُو ای حسن گل ایہہ گل کر
جہڑی جائی خارش نینھ اوہ جا نہ گُھر کے
بنڑاں سی نہ جُلسی اوہ پیراں تے ٹُر کے
محبّت تے کے گرسی ، جان ای گماندے
پتہ نینھ اوہ اگّی تے کی تیل باہندے

اِسی کیتے اُس نال میں گل نہ کردا
مڑی گل تے ظالم تے گن ای نینھ تھردا
میں میٹ آں ، مڑا اس کو کے ڈر پرھاوا
تُڑا تے اوہ سنگی اے گُجھ کر پرھاوا

۷

(سیالا اپڑیں عروج تے، ہر ٹھائے برف پئی دی اے، کٹائی دا کم بھی رُکے دے۔ منشی تے فرم دے لوک کٹی دی لکڑ پنجاب ٹھیجڑاں دے کماں تے لگے دئین۔ اُدھر گراں بچ منشی کو مارڑاں دی صلاحاں پکدئین۔ دس باراں نوجوان نڈے آپا بچ بہہ کے گلاں کردئین۔ ہک نڈا آخدے)

زمانے بہ غیرت دا اُچّا مقام اے
اساں اُتّے ماواں دا دُدھ ای حرام اے
کسی دی بھی گل اَپڑیں دل تے نہ لاواں
بس اَج راتی منشی دا بِلگا مُکاواں

(ڈوانںڈا آخدے)

مزہ کے اے جینڑاں دا سِر سَٹ کے سنگیو
ایہہ فتنہ مُکاواں جڑوں پَٹ کے سنگیو
رِکھناں اپڑیں سَوٹے، کُہاڑی بھی چاواں
چلو مِل کے منشی دا کم ای مُکاواں

(ہک ہور ننڈا آخدے)

اَساں دِی جوانی تے حق اے گراں دا
حلیمہ کُڑی تے نینہ، نک اے گراں دا
ایہہ دنیا نہ انجام منشی دا پُہلسی
کوئی ہونڑ کہار اپڑیں اُٹھ کے نہ جُلسی

غلاما اُتو اوہ خبر کہن کے آیا
کہ جس ساری محفل دے دِل کو ہلایا
اُس ایہہ آخیا بیہہ کے گپّاں نہ مارو
دُکھا نال رات ایہہ دُکھا دی گزارو
نہ رُس رُس کے بیہسی نہ گرسی لڑائی
کسی کو نہ کُجھ آخسی ہونڑ تائی

دِلاں وچ ای تائی دا ناں ہونڑ ہوسی
سِراں تے نہ تائی دی چھاں ہونڑ ہوسی
جُلاں اُٹھ کے گم کاج سارا سمالاں
ایہہ رات آؤ تائی دے ناں تے گزاراں
اُنہاں اَپڑیں منصوبے سارے پُلہائے
اُتھو اُٹھ کے اوہ تائی دے کہار آئے
اَگے دیکھیا تے گراں سارا آہسا
ضعیف آہسی ، تائی دا ناں پہارا آہسا
کوئی اَگّے پچھّے نہ تائی دے آہسا
چُفیرے گراں چارپائی دے آہسا
اوہ کُڑیاں دے بَینڑ آہسے ،اوہ زاری آہسی
گراں تے اداسی جئی ہک طاری آہسی
جنڑے سارے حُجرے پہ بیٹھے دے آہسے
دُکھا نال سِر اُندے ٹیہٹھے دے آہسے
کوئی بھی نہ کہار اپڑیں آہسا گراں وچ
خدا دا ای ناں آہسا سارے کہراں وچ

صبح اُٹھ کے منشی بھی حجرے نچ آیا
غلامے سُنڑ آ کے نقارہ بجایا
جنازے دی کھٹ چا کے آندی جواناں
چھوہارے بَنڈَے آپ امداد خانا
اَگے گھلتے فِر مولوی صاب آ کے
بَنیرے تے رَہنّی اُنہاں بَیت چا کے
فِر ایہہ آخیا نیت حاضر کرو جی
جوان اپڑیں ٹُپیاں سِر اتے تہرو جی
خدا تُسدے سارے گناہ آپ تہوسی
جے سِر ننگا ہَویا نماز ای نہ ہَوسی
رَہنو اپڑیں بُوٹاں کو تَہائے تے چا کے
گھلو پیرو بَہانڑیں نمازا نچ آ کے
قطار اتہجی سِدّھی ہووے جیاں تیرا اے
ایہہ سمجھو کے اَگّے لگی دِی لکیر اے
طریقہ سِنو کُجھ نمازا دا سارے
گناہ اَپڑیں گردے او کی روز پہارے

☆----☆----☆----☆

زلیخاں کو ما آخدی اے، زلیخاں!
نہ اُچیاں نماشاں کو تُو سے زلیخاں
رَسَم اے، اَسی پانہویں جیساں کہ مرساں
وَرَے تائی دے کہار جگراتا کرساں
جَمع سارے ہَوسن کہ ایہہ گوڑِی رات اے
ہمیشہ تے گُڑیو خدا دی ای ذات اے
ذرا سَیت جُل کے اُتھے ہونڑ بہسو
تے فِر دَونڑیاں مُڑ کے کہار اپڑیں رِہسو
خیال اَپڑیں پینہڑِوں دا رَکھڑیں زلیخاں
صبح کہار مُڑ کے کُجھ ہَور ای نہ دیخاں
اُتھو رِکہن کے نال اپڑیں لالے کو آنڑیں
گراں بِچ تے بس تُسدا لالا سیانڑیں
گُرے رات چلماں نہ چِکھ کے گزارے
گُرے نال اپڑیں اَساں کو نہ مارے

☆☆☆

جدوں مُڑ کے کہار اپڑیں گُفتاں کو آئِیاں
لَما پے گیاں رِکہن کے پیہنڑاں رضائیاں

سکندر ای چھپ کیتا بُوہا فِر آ کے
اوہ کہن آیا گھٹ اڑیں پہارے بہ چا کے
سکندر کو راتی دا جگراتا آہسا
اوہ سُتّا تے فِر اُس پَرِتیا نہ پاسا
بَلّی اتھجی دیوے دِی لَو بِچ اداسی
حلیمہ دِی اَکھیاں بِہ نیندر نہ آہسی
زلیخاں رضائی دا کونہ ہٹا کے
حلیمہ تے باہی نظر ہِک چھپا کے
حلیمہ دا سِر اُسدے جنواں تے آہسا
اُس ایہہ سوچیا اُٹھ کے دیواں دلاسہ
اُٹھی، پہلے اڑیں اُچھاڑا تے ٹیہٹھی
فر آئی، حلیمہ دے گول آ کے بیٹھی
زلیخاں سُنڑ اُس تے بڑا زور باہیا
حلیمہ نہ سِر اڑاں جنواں سی چایا
حلیمہ جدوں گھول کے درد پیتا
زلیخاں بھی ساڑا اوہ محسوس کیتا

حلیمہ دے زخماں کو ہتھ کونڑ لاندا

اُٹھی اوہ گٹورے بہ پانڑیں اُس آندا

بَس ہِک سَیت جنواں سی ہِر اپڑاں چاپایا

وَرے اُس گٹورے کو ہتھ ای نہ لایا

حویلی اَگے پِہلیاں پھونکے کُتّے

فِر آئی ہِک آواز کھڑکی دے پِچّھے

جیاں کوئی ٹُردا نینھ، جائی تے ہَلدے

جیاں کوئی کھڑکی دے کول آکے کھلدے

فِر آواز نِکّی جی منشی دی آئی

ایہہ میں آں حلیمہ ! لَوَنّا ،سُدائی

مکو اپڑیں پیراں بہ تھوڑی جی جا دیہہ

اگر جا نہ دیندی تے فِر زہر چا دیہہ

حلیمہ نینھ فِر دیکھیا سی اے،رات اے

نہ ایہہ دیکھیا باہر لالا سُتے دے

زلیخاں دے اُتّو چھلانگ اتھی ماری

جیاں کوئی گردے ہَوا تے سواری

پچھو پھر کے منشی بھی بوہے تک آیا
گلے مل گیا سائے دے نال سایہ
اُتے چودھویں دے چناں دا پتاسہ
تلے اوہ کہ جندا اُچھاڑ ہک ای آہسا
زلیخاں بھی اَپڑیں رضائی ہٹائی
پچھو اوہ بھی دوڑی تے بوہے تک آئی
نظر چودھویں دے چناں سی بچا کے
اوہ دو آہسے، اُس دیکھیا باہر آ کے
وَرے دو بھی ایجے کہ اوہ دو نہ آہسے
اُنہاں دی ای لو دیکھی اُس چار پاسے
خوش آئی بنڑاں دی اُداسی اُنہاں کو
سیالے دی پروا نہ آہسی اُنہاں کو
زلیخاں کُھری اپڑیں پیراں دِی پھیری
تھکیلی اُس اَندرا کو شرما دِی ٹیہری
دِلا بچ خیال آیا فر مُڑ کے دیکھاں
وَرے مُڑ کے فر دیکھیا نینھ زلیخاں

دلا بچ دعاواں دے اُس دیوے بالے
اَگی دے ایہہ پُولے خدا دے حوالے
اُدھر باہر کُجھ ہور ای حالات آہسے
کہ پَہر سے بہ نہاتے دے جذبات آہسے
نہ سی تے نہ اوہ کالی رات آہسی باقی
نہ گِدڑاں تے کُتیاں دی گھات آہسی باقی
کُرے دُور دریا دا شُونکار آہسا
گراں دا گراں تائی دے کہار آہسا
بَرَف چُپ دی چادر بہ لپٹی دی آہسی
حلیمہ ، ضیا نال چمٹی دی آہسی
حلیمہ فِر ایہہ آخیا کوئی گل کر
خوشی نال اپڑیں مریضا دا دل پھر
ایہہ گل سُنڑ کے منشی کو کجھ ہوش آیا
محبّت سنڑ اپڑاں ہنر آزمایا
ضیا دی تے جنت ای غیراں بچ آہسی
خدائی حلیمہ دے پیراں بچ آہسی

ضیا آکھیا کے خیال اے حلیمہ
مڑا تے بس ہک ای سوال اے حلیمہ
کوئی پَوڑھی لا کے چناں تے نینھ چڑھیا
کسی سُنڑ پہاڑاں کو چا کے نینھ کھڑیا
تکو بارہ مولے ورے نال کھڑساں
مِڑے ہتھ بہ ہتھ دیہہ، چناں تے میں چڑھساں
پتہ کے فِر ایہجا زمانہ نہ آوے
فِر ایہجی کوئی رات تھہاوے نہ تھہاوے
مِڑے نال گل اَج مُکا تُو حلیمہ
کدے بھی نہ ہوسیں جدا تُو حلیمہ
حلیمہ بس ایہہ آکھیا کے گراں میں
توان اِس محبّت دا کِسراں پہراں میں
ذرا بھی مکو اَپڑیں پَرَوا نینھ مُنشی
گُڑی آں میں، گُڑیاں دی کجھ جانینھ مُنشی
ایہہ سارا مڑے اپڑیں متّھے دا پھیرا اے
تُڑے نال سارے گرائیاں دا بیرا اے

گرائیاں سی بچسیں تُو اَج کر ایہہ وعدہ
خیال اپڑاں رَہسیں تُو اَج کر ایہہ وعدہ

--------☆--------

دُکھا بچ دیہاڑے ترِے چار لنگھے
جیاں مَر جلے کوئی پانڑیں نہ منگَے
اکھٹے فِر ہوئے محبّت دے بیَری
فر آ کے اوہ بیٹھے اَگی دے چُفیری
محبّت دی دشمنڑ کھانڑیں نگوڑی
جتھے چھوڑی آہسی، اُسی جائیو جوڑی
کوئی گل نہ پچّھے کو چھوڑی گرائیاں
جواناں قرآنا تے فِر قسماں چائیاں
کسی سنڑ بھی صبرا دی ہِک گھُٹ نہ پیتی
قسم کھا کے فر دشمنڑیں تازہ کیتی
غلاما بھی اُس جائی بیٹھے دا آہسا
ورے ہِر غلامے دا ٹیہٹھے دا آہسا
دِلا بچ غلامے دے طوفان آہسا
غلاما بڑا ای پشیمان آہسا

اوہ پہلے ذرا گول بوہے دے ٹُھکیا
غلاما فر اُس جائیو چُپ کر کے اُٹھیا
اُٹھو اُٹھ کے منشی دے ڈیرے تے آیا
تے منشی کو آنڑ اُس دِلا نال لایا
اُس ایہہ آخیا دیخ منشی پرہاوا
قسم اے خدا دی نہ کردا دِخاوا
پَہخائی میں اَگ ، زہر پیتے پرہاوا
غلامے بڑا ظلم کیتے پرہاوا
جڑی اَگ میں لائی گراں بچ نہ بڑسی
میں ایہہ سوچیا بس چَلو تَھر ای سَڑسی
گلاں کر کے لاندا رہیاں خوب چسکے
خفا کیتے اپڑیں خدا کو میں ہَس کے
گناہواں دا سِر تے پُنڈ کرہ لدے دے
پشیمان آں میں ، ہونڑ فتنہ بدھے دے
پرونڑ آں میں سنگیا ، میں پہجّے دا بوکاں
میں مَن داں کہ منشی میں ٹہڈّا دا لوہکاں

قسم اے میں اپڑیں صفائی نہ دیندا
جے اَج رات لنگدِی تے کجھ بھی نہ رہندا
تڑے تے گراں والے کرسن چڑھائی
بَس آندے ای ہوسن پَر ہاوا قصائی

(اس کولو پہلیاں کہ منشی کجھ جواب دیندا، ڈیرے دا بوہا بڑے زور نال کُھلدے تے حسن گل اندر آندے، اوہ آخدے)

جے ہونڑ اپڑیں جائی تے بہسیں تُو منشی
صبح تک سلامت نہ رہسیں تُو منشی
تڑے سنگی ساتھی سبھی ہار جُلسِن
بنڑاں والے آسِن، تگو مار جُلسِن
گراں چھوڑ دیڑاں دی ہامی تُو بھر سیں
قسم اے حلیمہ دی نہ تُو نہ کرسیں

(منشی آخدے)

کلیجے بہ سُوّا مڑے تار چُھڑیا
حلیمہ دی دے کے قسم مار چھڑیا
حلیمہ دے پِچّھے میں رو رو کے مرساں
تُسی دیکھیو رِل برِل ہو کے مرساں

حلیمہ دی پُولاں سِرا تے میں چاواں
اِتھی رہواں کجھ بھی نہ پَہانویں گُماواں
ایہہ تھُپ چھوڑ دیواں؟ ایہہ چھاں چھوڑ دیواں؟
میں مُوتُو سی ڈَر کے گراں چھوڑ دیواں؟
ہمیشہ رِکھڑا کوئی جینڑاں دا شوق اے
مکو تے بس ایہہ زہر پینڑاں دا شوق اے
حلاں اگلی گل اُسدے مُنہواں نچ آہسی
کہ آواز باہروں زلیخاں دی آئی
ہر ہِک چنگی مندِی گلا کو پُھلایا
زلیخاں ڈَر اوہ دوڑ کے باہر آیا
(زلیخاں منشی کو آخدی اے)

بَرَف پئی دی اے، سی اے، رات اے ایھِر ی
میں اِس ٹیم گھر سی کدے بھی نہ نکلی
حلیمہ قسم دے کے اَج پھِیاں میں
لَڑ ز گھڑ کے منشی اتھے پُھچیاں میں
گھراں نچ تُڑی تے حلیمہ دِی گل اے
بنڑاں نچ بنڑے دا ایہہ کے یَل غدَل اے

حلیمہ کو دسّے کسی کہار آ کے

صبح آنڑسن لاش منشی دی چا کے

وخت پے گئیے ایہجا، دل ای اُچاٹ اے

کوئی گل نینھ گر دِی بس ہک تڑفلاٹ اے

سُتیہا نینھ آندا میں بس اُسدا خالی

نشانڑیں بھی آندی اے گنّاں دی بالی

ذرا پہلیاں تُوسیانڑ ایہہ نشانڑیں

تے فِر میں سُنڑا دی آں ساری کہانڑیں

ذرا تُوٹ کے اپڑیں اکھیاں سوَالی

زلیخاں سی کِہندے اوہ گنّاں دِی بالِی

زلیخاں کو فِر دیکھدے اِسراں مُڑ کے

جیاں پہلواں ، پہلوانا کو گُڑ کے

کدے دیکھدے اوہ زلیخاں کو خالی

کدے دیکھدے اوہ حلیمہ دی بالی

زلیخاں فِر ایہہ آخدی اے ضیا کو

حلیمہ سُنڑ ایہہ آخئے مَن خدا کو

تُو بڈّھ نہ لائیں محبّت دے ناں کو
ایہہ درشی دا بنڑ چھوڑ مُڑ جُل گراں کو
(غلاما تے حسن گل بھی باہر آجلدئین، غلاما آخدے)
اَساں گول منشی رہئیے ٹیم تھوڑا
میں کھول آندے بابے فقیرا دا کھوڑا
سلامت رہنے مولا تڑیاں ایہہ ساہواں
تکو آ میں تَرلے گراں چھوڑ آواں
(حسن گل فرم دیاں لوکاں کو آخدے)
کوئی آ کے پچّھے کہڑی جائی پے دے
تُسی آخیو منشی بنگلے تے گے دے
(فر حسن گل غلامے کو آخدے)
جے ترلے گراں سی تُو اَج ہو کے آویں
تُو اَج اپڑیں سارے گنہ تھو کے آویں
ضیا سنڑ ایہہ گل سنڑ کے فر سِر نینھ چایا
حسن گل ضیا کو گلے نال لایا
دلاں بچ غبار آہسا ، اکھیاں بہ پانڑیں
دُکھا والے موڑا تے آئی کہانڑیں

ملنگا دی کہانڑیں

بفے کول کال ہک ملنگ ہوندا آہسا
اوہ ہک جائی رہنڑاں سی تنگ ہوندا آہسا
کدے شنکیاری، کدے مانسہرے
کدے پانو ڈھیری، کدے ملے میرے
پتہ نینھ خیال اسدے دل بچ کے آیا
مُصلّے تے جلداں اُس ایہہ رولا باہیا
کسی کیتی منت ، کسی ترلا باہیا
کسی ہس کے اُس کو گلے نال لایا
کسی آخیا اوکھی جا اے مصلّیا
نہ جُل ، دیخ موتو دا راہ اے مصلّیا
کسی سنڑ ذرا اُسدی پروا نہ کیتی
کسی آخیا میں تے جلداں مسیتی

کسی آکھیا ایہہ لونے ، ملنگ اے
کسی آکھیا ایہہ حیاتی سی تنگ اے
نہ ماپے ، نہ جاتک ، نہ ٹبر اے اسدی
ایہہ دنیا تے پہلے ای قبر اے اسدی
ملنگاں دا کوئی گراں ، کوئی جا نینھ
ایہہ کس جائیو آئیے کسی کو پتہ نینھ
ایہہ چہلا ملنگ اے ، سفر بچ ای رہندے
جتھے رات آوے ، اُسی جائی سیندے
کسی گل سنڑائی مُصلّے دے سی دی
ورے ہک نہ مَنّی ملنگا کسی دی
پہاڑاں تے اُس اپڑاں زور آزمایا
اوہ پکھلِی سی ٹُریا ، مُصلّے تے آیا
دہاڑ ہک اُسی جائی رہ کے گزاری
نماشاں کو شروع ہوئی برف باری
کوئی آدمی کے ، بَلا بھی نہ آہسی
مُصلّے تے رہنڑاں دی جا بھی نہ آہسی

ملنگا دے دل بچ تَراہ پیدا ہویا
مُصلّے سی لِہراں دا راہ پیدا ہویا
اوہ بر فیلے گھڈیاں سی لیہہ چڑھ کے پیہڑا
ذرا تلّے آیا لَرَز گھڑ کے پیہڑا
فرنگی دی اِس جائی ہَٹ ہوندی آہسی
تے اندر مَزِرّے دی گھٹ ہوندی آہسی
دِہاڑِی اُتھے چوکیدار آندا آہسا
دوپہری دی رُٹّی اِتھی کھاندا آہسا
ملنگا تے بُوہے تے سَٹ ابھی کیتی
کہ بوہا نیٹ ہو گیا پھیتی پھیتی
تُھویں نال اندروں ایہہ ہَٹ کالی آہسی
صبح چوکیدارا سنڑ اَگ بالی آہسی
بس ہک پُھوک دی انتظاری بچ آہسے
کجھ انگار ہنڑ بھی بُخاری بچ آہسے
بخاری دے کول آہسے کھنگلے بھی پے دے
تے کجھ ٹھنڈی لکڑی دے ٹکڑے بھی پے دے

خدا کولو اِس ویلے کے ہور منگدا
بس اَگ آہسی سارا خزانہ ملنگ دا
جدوں اَگ بلی ، جان بچ جان آئی
بخاری دے کول اپڑیں کھٹ آنڑ باہئی
اِس اَگ کول آ بادشاہ کوئی بہندا
تے بدلے بچ اوہ بادشاہی بھی دیندا
اَگی سُنڑ ملنگا تے اوہ جادو کیتا
کہ اوہ تاولا سے گیا چُپ چپیتا
کجھ ایجی ہوا راتی بوہے سی آئی
قیامت دی اَگ آنڑ جس سنڑ پہنچائی
ایہہ اَگ پہلے کھنگلے تے دِلیاں تک آئی
اَگے پئی دی آہسی اوہی چارپائی
اَگی دا ہوا نال گٹھ جوڑ چلیا
ملنگ اپڑیں جائیو ذرا بھی نہ ہلیا
جدوں اَگ دا بالنڑ بنڑی چارپائی
ملنگا کو تاں جُل کے کجھ ہوش آئی

کسی ٹھاۓ نَسڑاں دا راہ ای نہ تھہایا
اوہ اُٹھیا تے نَس پہچ کے بوہے تک آیا
صبح تک نہ لکڑی دی ہَٹ آہسی باقی
نہ چَھلّے مِلنگا دی کھٹ آہسِی باقی
گَئی تے پھٹَی دی ، سَڑَی تے پھِجی دی
ملنگا دی لاش آہسی برفا تے پئی دی

۸

گراں والے منشی دے ڈیرے سی ہو کے

مُصلّے تے جُل پُہچدِن کہن کے ٹوکے

مُنَافع دی جائی تے مِلیا خسارا

کجھ ہور ای مُصلّے تے آہسا نظارا

کُرے کُجھ بھی آہسا نہ بنگلے دی جائی

نظر آئی دُورو ای بنگلے دی چھائی

اُتھی کول برفا تے لاش آہسی پئی دی

سِرو کِھن کے پیراں تک آہسی سَڑی دی

کسی جیندے جی دا نشانڑ ای نہ تھہایا

ڈرا نال پَہرے جواناں کو آیا

ہکی آخیا اے تے سارا سَڑے دے
کوئی کے سیانڑیں کہ ایہہ گونڑ پئے دے
فِر ہِک بولیا ایہہ تے منشی دی لاش اے
دُوے آخیا ہاں اوہی بدقماش اے
ہِک ہوری سُنڑ ایہہ آخیا تاڑ چُھڑیا
کسی پہلیاں آ کے ہی ساڑ چُھڑیا
تلنگیاں کو دیندا نینھ کوئی سلامی
گراں نِچ کوئی اِسدا آہسا نہ حامی
کوئی ناں نہ کِھنسی شرارت دا سنگیو
چلو گم ای مُکیا محبّت دا سنگیو
گراں والیاں منہ تے فِر چھابُو لائے
تے فِر مُڑ کے منشی دے ڈیرے تے آئے
مَزوراں کو گل ساری آ کے دَسالی
مزوراں دے پہلے ای ذہن آہسے خالی
اُنہاں سوچیا ایہہ حسن گل دا کم اے
مسافر دا مرڑاں کِھڑا کجھ پگّھم اے

غلاما بھی سازش بہ نال اُسدے آہسا
اُنہاں دوواں کیہجا پَرِتیا ایہہ پاسا
سویلے خبر پُہچدی اے گراں بچ
تے تُہخدی اے اَگ جئی دیاراں دی چھاں بچ
حسن گل بھی کھلدے بنَیرے تے آ کے
تے بہَندے اوہ شِدلاں بنیرے سی چا کے
سِرا تے پَنڈُکری خیالاں دی چاندے
تے مُڑمُڑ کے نظراں اوہ لوکاں تے باہندے
ایہہ سِدھی جئی گل کجھ ترَیڈِی نہ ہووے
غلامے کوئی کھیڈ کھیڈی نہ ہووے
کوئی گل سمجھ بچ نینھ آندی خدایا
کِہڑے کافرا جُل کے ایہہ نیہر چایا
جہڑا دل تے داغ اے ایہہ کونڑ ہونڑ توہسی
خیال ایہہ بھی آندے کہ مُنشی نہ ہوسی
غلاما بھی ایہہ سوچدے اَپڑیں جائی
کہ ایہہ لاش کسدی مُصلّے تے تھائی

حسن گل ، غلامے کو ٹھاۓ تے کھڑ کے
ایہہ پچھدے کہ چھپیں ٹُو کس جائی بڑ کے
مصلّے تے گھڑ ٹُد پہچایا ضیا کو
کہڑا مُنہ ٹُو دہس سِیں غلاما خدا کو
غلاما اَگو آخدے سُنڑ حسن گل
ٹُو ایہہ تانڑیں بانڑیں تے نہ بنڑ حسن گل
میں رہندا نہ گجھ بھی چھپا کے حسن گل
مڑے سِر تے رنج تیلا چا کے حسن گل
نہ شک کر مڑے تے خدا دا سوال اے
مڑے سِر تے آئے دا کیہجا وبال اے
پُلا تے میں چھوڑ آیا آہساں ضیا کو
میں کافر تے نہ ، میں بھی من داں خدا کو
مُصلّے تے جُل پہچیا پھر اوہ کسراں
حسن گل میں راتی دی گل کسراں بسراں

------------☆------------

گراں دا گراں آپڑیں رائے دیندے
کوئی آخدے کونڑ سِر ہائے دیندے

کوئی آکھدے اوہ کسی سی نہ ڈریا
کوئی آکھدے پیہڑا سَڑ کے ای مریا
کوئی واقعے تے خَفے کوئی خوش اے
کوئی اپڑیں جائی تے چُپ چاپ چُش اے
محبّت دے قصے نچ ایہجا پیا وَل
حلیمہ کو دہسدا نینھ کوئی بھی ایہہ گل

☆

کدوں تک ورے؟ فِر دِہاڑا اوہ آیا
کسی جُل حلیمہ دے گنّاں بہ باہیا
کہ منشی ضیا ساڑ سَٹیا گرائیاں
نہ ماس اُسدا تھہایا نہ ہڈ یاں ای تھہایاں
حلیمہ ذرا سَیت گُجھ سوچدی اے
خلا نچ گُرے دُور گُجھ دیکھدی اے
فِر ہتھ رہخ کے سینے تے، زِمّی تے ٹیہٹھی
حلیمہ دی ما اُسدے کول آ کے بیٹھی
حلیمہ دے کول آ کے اُس پٹیا سینہ
اوہ پہَرسے، اوہ گمنڑیں، اوہ پوہ دا مہینہ

☆

نہ اوہ ولولے تے نہ اوہ جوش آہسا
حلیمہ کو اپڑاں نہ کجھ ہوش آہسا
نہ کھانڑاں نہ پینڑاں نہ گل بات کرڑاں
نہ اوہ روڑاں پٹڑاں ، نہ اوہ آہواں پہرڑاں
زلیخاں ایہہ دَسیا شہ گندل کو جُل کے
حلیمہ تے گل ہونڑ کردی نینھ پُھل کے
نہ ماؤ کو دیکھ نہ پے دیکھدی اے
خلا وِچ نہ جانڑیں اوہ کے دیکھدی اے
نظر ٹِک جُلے تے ہٹاندی ذرا نینھ
دوائی حکیما دی کھاندی ذرا نینھ
سرھانڑیں تے سِرا اے تے باہی تے بانہہ اے
حلیمہ تے ہونٹاں تے ہاں اے نہ ناں اے

☆

نہ دینھ دیکھیا اُس نہ چن تے نہ تارے
دہاڑے اِسی حال وِچ کُجھ گزارے
فر ہک راتی اُڈری ہوا نال چھائی
پرانڑیں حویلی سی آواز آئی

قینچی

لگی قینچی دل دی تے دل ڈاہڈا تنگ اے
حلیمہ لوّنی تے مَوتُو دی منگ اے
لگی قینچی دل دی

چڑھی دی مڑے بھر تے دُکھاں دی داکھ اے
بنڑاں بچ تے ہر ٹھائے منشی دی راکھ اے
لگی قینچی دل دی

بنڑاں بچ گُمی دی حلیمہ دی کات اے
پتہ گُجھ نینھ لگدا دہاڑ اے کہ رات اے
لگی قینچی دل دی

بنڑاں بچ کدے ہونڑ چَرسن نہ گائیاں
تُو آویں تے منشی جُلاں ٹھنڈیاں جائیاں
لگی قینچی دل دی

بنڑاں وچ کھلی دی رتن جوگ اے منشی
مڑے کولو پُنچھ آ کے سوگ اے منشی
لگی قینچی دل دی

حلیمہ تے نہ میں ، حلیمہ دی روح آں
انھیرے دا غار آں ، غماں دا میں کھوہ آں
لگی قینچی دل دی

بنڑاں وچ امیداں دی ہوئی کٹائی
مکو کھڑ کے اگ لاؤ منشی دی جائی
لگی قینچی دل دی

(کھانڑیں داراوی آخدے)

قیامت تک ایہہ دُکھ کھانڑیں ہہ تھُڑ کے

نینھ منشی گیا بارہ مولے کو مڑ کے

کوئی آخدے اٹھ مقام آہسا منشی

نہ خاص آہسا منشی ، نہ عام آہسا منشی

فقیراں دا تن تے لباس اُسدے آہسا

تے اکھیاں ہہ ڈاہڈا ہراس اُسدے آہسا

کسی نال گل اُس کدے کُجھ نینھ کیتی

کوئی شے کسی کولو کھادِی نہ پیتی

کوئی آخدے راجکوٹ آہسا منشی

زمانے دی رسماں تے چوٹ آہسا منشی

عمر اس گزاری نینھ ہک جائی رہ کے
بڑا رویا نیلم دے بٹیاں تے بہہ کے
کوئی آخدے ڈٹھیئے جھیل ڈَل تے
کسی ڈٹھیئے اوہ ملنگاں دے تھل تے
کوئی آخدے دُھدنیال آہسا منشی
تے خوش بال بچیاں دے نال آہسا منشی

محبّت دے قصے دی کجھ انتہا نینھ
حلیمہ دا کِے ہویا ، کجھ بھی پتہ نینھ

گوشوارا
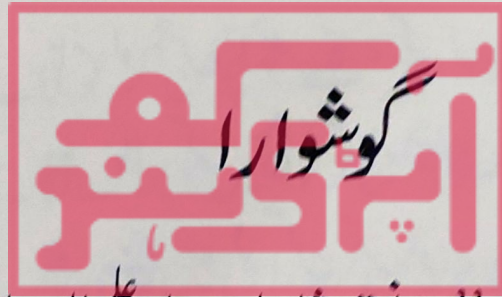
(بحوالہ مضمون ''چند نعتیہ شاہپارے اور علم الاعداد''
از پروفیسر محمد یونس حسرت — ''اوج'' لاہور)

بابا گورو نانک

نام لو جس اچھر کا، کر لو چوگن سار
دو ملا کر پنچ گنا، بیسوں دو اُڑا
جو بچے سو نو گن کر لو، دو اور ملا
نانک تن بدن سے محمدؐ لو بنا

ترجمہ: کسی بھی چیز کا نام لو، اُس کے عدد نکال کر چار گنا کر لو۔ اس میں دو ملا کر پانچ گنا کر لو اور پھر بیس پر تقسیم کر دو۔ تقسیم کے عمل کے بعد جو باقی بچے اسے نو گنا کر لو اور پھر اس میں دو اور ملا لو۔ اے نانک اس طرح تم تن بدن سے محمد ﷺ بنا لو۔

بھگت کبیر

عدد نکالو چیز سے ، چوگن کر لو دائے
دو ملا کر پنج گن کر لو، بیس کا بھاگ لگائے
جو بچے سو نو گن کر لو، اس میں دو اور ملائے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو ، نام محمدؐ آئے

ترجمہ: کسی چیز کے عدد نکالو، اس کو چار گنا کر لو۔ پھر دو ملا کر پانچ گنا کر لو اور بیس پر تقسیم کر دو۔ جو باقی بچے اسے نو گنا کر کے اس میں دو اور ملا لو۔ بھگت کبیر کہتا ہے کہ سنو بھئی سادھو اس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آئے گا۔

جدول حروفِ ابجد مع اعداد

ابجد	ہوز	حطی
ا۔ب۔ج۔د	ہ۔و۔ز	ح۔ط۔ی
۱۔۲۔۳۔۴	۵۔۶۔۷	۸۔۹۔10
کلمن	سعفص	قرشت
ک۔ل۔م۔ن	س۔ع۔ف۔ص	ق۔ر۔ش۔ت
۲۰۔۳۰۔۴۰۔۵۰	۶۰۔۷۰۔۸۰۔۹۰	۱۰۰۔۲۰۰۔۳۰۰۔۴۰۰
ثخذ	ضظغ	
ث۔خ۔ذ	ض۔ظ۔غ	
۵۰۰۔۶۰۰۔۷۰۰	۸۰۰۔۹۰۰۔۱۰۰۰	

پ کے عدد ب کے مساوی شمار ہوں گے۔

ٹ کے عدد ت کے برابر شمار ہوں گے۔

ڈ کے عدد د برابر شمار ہوں گے۔

چ کے عدد ج کے برابر شمار ہوں گے۔

ژ کے عدد ز کے برابر شمار ہوں گے۔

ڑ کے عدد ر کے برابر شمار ہوں گے۔

گ کے عدد ک کے برابر شمار ہوں گے۔
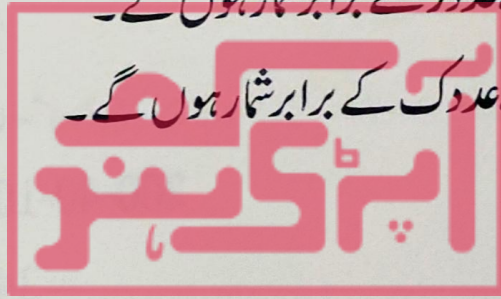
مثال

قمر

ق ۔م ۔ر

200-40-100

=340

340x4=1360

1360+2=1362

1362x5=6810

6810/20

6810 کو 20 پر تقسیم کیا تو باقی 10 بچ جاتے ہیں

10x9=90

90+2=92

92 محمد ﷺ کے عدد ہیں۔
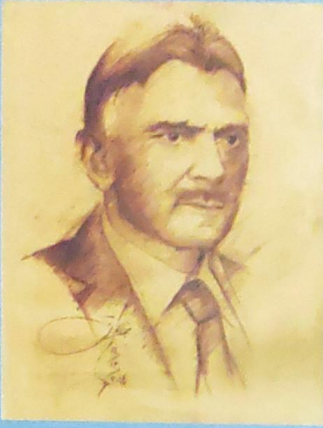
بہت پہلے احمد حسین مجاہد نے کہا تھا:

پہاڑ پر مجھے رستہ دکھائی دیتا ہے

یہ خیال سوجھتے وقت احمد حسین مجاہد کے وہم گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ وہ مستقبل قریب میں ہندکو نظم کا ایک ایسا طویل راستہ بنانے والا ہے کہ اس کے بعد آنے والوں کے لیے اس سے بچ کے چلنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگا۔ قینچی محض ایک طویل نظم نہیں بلکہ یہ ہزارہ کے شمال مشرقی علاقے کے رہن سہن، رسوم و رواج اور ثقافت کی ایسی جیتی جاگتی تصویر ہے جس میں قاری خود بھی داستان کا ایک کردار بن جاتا ہے۔ یہ فریضہ ناول کے ذریعے تو قدرے آسانی سے سرانجام دیا جاسکتا تھا لیکن اس کے لیے بحر کی پابندی اور وہ بھی ایک ایسی بحر جس کا چلن فارسی اور اردو میں تو عام ہے لیکن ہندکو میں خال خال ہی نظر آتا ہے کسی طرح بھی ایک معجزے سے کم نہیں۔ چوں کہ اس نظم میں مجاہد نے ہندکو کا مقامی لہجہ برتا ہے اس لیے یہ نظم نہ صرف اپنے موضوعات کے اعتبار سے بل کہ لسانی نقطہ نظر سے بھی مثالی ہے اس سے ہندکو کا لسانی کینوس وسیع ہوگا اور مستقبل میں ہندکو کو ذریعہ اظہار بنانے کے لیے لسانی اعتبار سے آسانیاں پیدا ہوں گی۔

اختر رضا سلیمی